ہاشم شاہ

دوہڑے ——— سی حرفی

مدح غوث الاعظم

سسّی پنوں ——— سوہنی مہینوال

اردو ترجمہ
شفقت تنویر مرزا

لوک ورثے کا قومی ادارہ۔ اسلام آباد۔ پاکستان۔

MP-793-0791
سلسلہ صوفی شاعری

مارچ ۱۹۷۹ء

نگران: عکسی مفتی   ایڈیٹر: مظہر الاسلام

اردو ترجمہ: شفقت تنویر مرزا   کتابت: محمد اسلم چیمہ

سرورق: فاروق قیصر

لوک ورثے کا قومی ادارہ۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۸۴۔ اسلام آباد

شعبہ مطبوعات   قیمت: پندرہ روپے۔

فہرست

۱۔ پہلی بات۔ ۵

۲۔ ہاشم شاہ۔ زندگی، فن۔ ۷

۳۔ کچھ ترجمے کے بارے میں۔ ۱۷

۴۔ دوہڑے۔ ۲۱

۵۔ سی حرفی۔ ۱۵۳

۶۔ مدح غوث الاعظم۔ ۱۷۵

۷۔ سسی پنوں۔ ۱۸۷

۸۔ سوہنی مہینوال۔ ۲۰۳

پہلی بات

ہاشم شاہ ہمارے صوفی شعراء میں ایک اہم اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ طریقت اور معرفت انہیں ورثہ میں ملی۔ ان کے والد بھی ایک پہنچے ہوئے بزرگ تھے اور لوگ ان کی روحانی قوتوں پر ایمان رکھتے تھے۔ یہ بھی درست ہے کہ بعض محققین نے ان کی روحانی قوتوں کا اعتراف نہیں کیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ اب بھی ان کے بہت سے عقیدت مند ان کی روحانیت پر ایمان رکھتے ہیں۔ آپ کے نام کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن زیادہ تر تحقیق کرنے والوں کا خیال ہے کہ ان کا نام قاسم شاہ نہیں، حاجی محمد شریف تھا۔ اور وہ ایک ترکھان تھے۔

ہاشم شاہ کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار سے وابستہ رہے لیکن شفقت تنویر مرزا نے زیرِ نظر کتاب کے باب "ہاشم شاہ 'فن' زندگی" میں مختلف حوالوں سے یہ بات ثابت کی ہے کہ ہاشم شاہ، مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار سے کبھی بھی وابستہ نہیں رہے۔ اُن کے عہد کے واقعات کے علاوہ شفقت صاحب نے ہاشم شاہ کے مزاج کے حوالے سے بھی ہاشم شاہ کی رنجیت سنگھ کے دربار سے وابستگی کو بعید از قیاس قرار دیا ہے۔

شاعری کے مطالعہ سے ہاشم شاہ کے مزاج اور رویئے کا بھرپور اندازہ ہوتا ہے۔ ان کا رویہ ایک،

استاد کا سا ہے۔ اپنی زندگی میں وہ طالب علموں کو دینی تعلیم بھی دیتے رہے۔

ہاشم شاہ کے کلام میں صرف صوفیانہ طرزِ احساس کا ہی اظہار نہیں بلکہ ایک بھرپور سوچ اور فلسفہ بھی ارتقاء کے عمل میں ہے اور بعض جگہوں پر مکمل ہوتا نظر آتا ہے۔ ہاشم شاہ تصوف کے کسی ایک سلسلہ سے مکمل طور پر وابستہ نہیں رہے۔ بلکہ اگر تجزیہ کیا جائے تو اس بارے میں ان کا اپنا ایک الگ نظریہ ان کے کلام میں جگہ جگہ نمودار ہوتا ہے جس میں روح کو ایک ایسے کردار کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو بنیادی اکائی ہوتے ہوئے بھی کئی دوسرے حوالوں سے سامنے آتی ہے۔

ہاشم شاہ نے دوہڑے، مدح، قصہ سوہنی مہینوال، قصہ سسی پنوں اور سی حرفی بھی لکھی ہے قصوں میں سیدھی ساری کہانی بیان کرنے کی بجائے ہاشم شاہ نے ان قصوں کے کرداروں کو علامت اور استعارے کے قریب پہنچا دیا ہے اور ان کرداروں کی مدد سے اپنے فلسفہ کو علامتوں اور استعاروں کے ذریعے بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہاشم شاہ کی شاعری صرف خیال ہی نہیں بلکہ فن کے لحاظ سے بھی ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے ہاں تصوف ایک مکمل فلسفے کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

ہاشم شاہ نے ستر اور بعض کے مطابق چونسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کا مزار ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں تھرپال میں ہے۔ جہاں ہر سال ایک بڑا میلہ لگتا تھا اور عقیدت مند دور دور سے آکر اس میلے میں شریک ہوتے تھے لیکن اب اس میلے میں پہلے جیسی بات نہیں رہی۔

یہ کتاب لوک ورثے کے قومی ادارہ کے اشاعتی سلسلہ "صوفی شاعری" کے تحت طبع کی گئی ہے اس سے پہلے ادارہ بلھے شاہ، شاہ حسین، رحمٰن بابا، پیر سید محمد شاہ کے کلام کا اردو ترجمہ، چار بیتہ اور کلام سائیں احمد علی پشاوری بھی کتابی شکل میں پیش کر چکا ہے۔

مظہر الاسلام

ہاشم شاہ ۔ زندگی، فن

کھڑی شریف (میرپور۔ آزاد کشمیر) والے میاں محمد بخش (سیف الملوک) نے اپنے پیشرو پنجابی شاعروں کو (جو ریاست بہاول پور سے لے کر پنجاب کے دوسرے سرے راولپنڈی ڈویژن تک کے علاقہ کے لئے فخر کا باعث ہیں) اپنی کتاب سیف الملوک کے آخر میں شاندار الفاظ میں تعریفی اور تنقیدی خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ اس منظوم تاریخی اور تنقیدی "جائزے" کا آغاز اس مصرع سے ہوتا ہے

شاعر بہت پنجاب زمیں تے ہوئے دانش والے

سرزمینِ پنجاب میں بہت شاعر ہوئے ہیں جو بڑی دانش والے شاعر تھے۔

ہاشم شاہ کے لئے ان کا خراج ان الفاظ میں ہے:-

ہاشم شاہ دی حشمت برکت گنتر وچ نہ آوے
دُرِ یتیم جواہر لڑیاں ظاہر کڈھ لیاوے
اوہ بھی ملک سخن دے اندر راجہ سی سر کردا
جس قصے دی چڑھے مہمے سوہنو سی سر کردا
مختصر کلام اوہناں دی دردوں بھجی بوٹی
درد ہویا تاں سب کجھ ہویا کیا لمی کیا چھوٹی

بیت تمام تولی بنائیوس سارے لذت والے
کلیاں چُن چُن ہار پروتس نرگس تے گل لالے

ہاشم شاہ کی حشمت اور برکت کا کوئی حساب کتاب نہیں وہ شعروسخن کے جواہر اور موتیوں کی غواصی کرتا تھا۔

وہ ملک سخن کا ایک سربرآوردہ حاکم تھا اور جس قصّے کو نظم کرنے کی مہم پر نکلتا اُسے سَر کرکے رہتا۔

آتشِ ہجر میں تپنے والے گوشت کی بوٹی ہے۔ داستان طویل ہو یا مختصر اگر اس میں درد ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ اس نے سارے شعر تول تول کر کہے ہیں اور ان سب میں لذّت ہے مختصر یہ کہ اس نے نرگس اور لالہ کی کلیاں چن چن کر (اپنی شاعری کا) ہار پرویا ہے۔

میاں محمد بخش نے انہی شعروں کے درمیان ہاشم کے شیریں فرہاد کے قصّے کا ذکر کرتے ہوئے قصّے کی بُنت پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ یہ قصّہ معروف قصّے کی مانند نہیں یعنی اس کے واقعات میں گڑبڑ ہے۔ اس پر میاں محمد بخش نے دو ہاشموں کا شبہ ظاہر کیا ہے۔

یا اوہ ہور ہویا کوئی ہاشم، ہاشم شاہ نہ ہویا

میاں محمد بخش نے ہاشم شاہ کے بارے میں جس شک کا اظہار کیا ہے ویسا ہی شک ہاشم شاہؒ کے آباؤاجداد، ذات، پیدائش، وفات، پیشے اور دربار سے وابستگی کے بارے میں بھی رہا ہے ـــ تاہم ان کی شاعری کے حسن وخوبی کے بارے میں میاں محمد بخش کی طرح سب کی رائے ایک سی ہے۔

خیر اس درد بیان کرن دا مطلب آہا سادا
(بہرحال اس کا مقصد تو شرحِ درد کرنے کا تھا)

ہاشم شاہ کے آباؤاجداد ذات، پیشے اور پیدائش وغیرہ کے بارے میں ایک طویل عرصہ تک جو غلط باتیں چلیں ان کی دوسری وجوہات کے علاوہ سب سے بڑی وجہ یہ رہی ہے کہ انہوں نے پنجابی کے دوسرے قصّہ گو شاعروں کی روایت کے برعکس کسی بھی قصے میں اپنی ذات رہائش اور

عہد کے بارے میں کوئی اشارہ نہیں کیا ۔۔۔ صرف سوہنی مہینوال میں اپنے گاؤں جگدیو کا ذکر کیا ہے مگر وہ بھی صرف نام لینے تک۔

اک دن شوق سمے جگدیؔں بیٹھیاں وِچ مسیتی
یاراں درد منداں فرمائش نال محبت کیتی

ایک دن جگدیو کی مسجد میں بیٹھے تھے کہ یار دوستوں نے بڑی محبت کے ساتھ (سوہنی مہینوال کا قصہ لکھنے کی) فرمائش کی۔

ہاشم شاہ نے اپنی شاعری میں اپنی ذات اپنے گاؤں اور اپنے عہد کے بارے میں اس سے زیادہ کوئی اشارہ نہیں دیا۔ اسی باعث ان کی زندگی کے حالات کے بیان میں اُلجھاؤ پیدا ہوتا رہا تاہم ان کی شاعری کی بنا پر انہیں ہمیشہ اسی طرح بلند پایہ شاعر سمجھا گیا جس طرح سکھوں کے عہد کے ایک شاعر احمد یار نے انہیں سمجھا۔

ہاشم، سسی، سوہنی، جوڑی صدر رحمت استادوں

ہاشم نے سسی اور سوہنی کے بہت خوبصورت قصے لکھے وہ فنِ شعر کا استاد تھا اس پر رحمت ہو یا

ہاشم نے سسی کا قصہ بہت ہی خوب صورت انداز میں لکھا، وہ فنِ شعر کا اُستاد تھا اس پر اللہ کی رحمت ہو۔

ہاشم شاہ کی اپنی ذات سے اس بے نیازی کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ تاہم اس سے ایک بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ انہیں شعر اور فن کے مقابلے میں اپنی ذات ایسی اہم نظر نہ آتی تھی یہ رویّہ یقیناً ایک بڑے شاعر کا ہوتا ہے۔

ہاشم شاہ کے والد حاجی محمد شریف کے اجداد حلب سے مدینہ آئے تھے، حاجی شریف بھی مدینے کے باشندے تھے، ان کا سلسلۂ نسب چودھویں پُشت میں جا کر حضرت غوث الاعظمؒ سے ملتا ہے ۔۔۔ حاجی شریف مسجدِ نبویؐ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے بعد میں جب ہاشم شاہ چار برس کے

تھے برِصغیر میں آ گئے۔ یہاں ضلع امرتسر کی تحصیل اجنالہ کے قصبہ جگدیو میں آباد ہو گئے۔ حاجی شریف کا مزار جگدیو میں ہی ہے۔ حاجی صاحب بخت جمال (اجنالہ) کے مرید تھے جو خود نوشہ گنج بخش (گجرات) کے مرید پیر محمد سچیار (گجرات) کے مرید تھے۔

جگدیو کلاں کے بارے میں ایک محقق کے تاثرات سے اندازہ ہو سکے گا کہ ہاشم شاہ کے والد یا آباؤ اجداد اور خاندان کی حیثیت کیا ہو گی۔

"یہ گاؤں (جگدیو کلاں) تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں "گورو کے باغ" سے ایک میل دور نہر اپر باری دوآب کے دائیں کنارے پر واقع ہے۔ جگدیو کلاں اپنی آبادی اور رقبے کے لحاظ سے تحصیل اجنالہ کا سب سے بڑا گاؤں ہے۔ ہاشم شاہ کے حوالے سے اس گاؤں کا نام جگدیو ہاشم شاہ بھی مشہور ہے۔ یہاں تک کہ معلوم ہوتا ہے کہ سارا گاؤں ہی ان کے نام پر جیتا ہے اور خود کو ان کا 'بالکا' سمجھتا ہے۔ ان دنوں اس گاؤں میں ایک بھی مسلمان نہیں لیکن یہاں آ کر میں نے دیکھا کہ کسی مسلمان فقیر کی جتنی عزت و توقیر اس گاؤں میں کی جاتی ہے' اور ہاشم شاہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی وجہ سے جس قدر گاؤں میں سکھوں نے میری آؤ بھگت کی ایسی کسی اور جگہ شاید ہی ہو۔ یہ سکھ بڑے اشتیاق کے ساتھ مجھے اس مسلمان بزرگ کی باتیں اور کرامات بتاتے رہے' مجھے ان کی یادگاریں دکھاتے رہے۔ جگدیو میں ہاشم شاہ کے والد حاجی محمد شریف کا مزار ہے جس پر اردو میں "مزار حاجی محمد شریف" لکھا ہوا ہے اس مزار پر اب بھی چراغ جلائے جاتے ہیں، اب بھی منتیں مانی جاتی ہیں اور یہاں میلہ بھی لگتا ہے"۔

اس تحریر سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ حاجی محمد شریف نے اس گاؤں میں کس انداز سے زندگی گزاری ہو گی' اور پھر ہاشم شاہ نے کس ماحول میں تربیت حاصل کی ہو گی۔

ہاشم شاہ ۱۱۴۸ ہجری یا ۱۷۳۵ عیسوی میں مدینے میں پیدا ہوئے۔ تاہم وفات جگدیو کلاں میں ۱۲۵۹ ہجری یا ۱۸۴۳ عیسوی میں ہوئی۔ دفن طحقہ ضلع سیالکوٹ کے گاؤں تھرپال میں ہوئے۔

نارووال

ہاشم کے والد حاجی محمد شریف کا درس و تدریس سے تعلق تھا۔ ان دنوں درس و تدریس اور حکمت تقریباً ساتھ ساتھ چلتے تھے، اس اعتبار سے پیشے کے لحاظ سے حاجی شریف حکیم تھے۔ ہاشم شاہ کو ورثے میں یہی چیزیں ملیں۔ تصوف، درس و تدریس اور حکمت ـــــــ حاجی شریف کے مزار کی موجودگی سے ظاہر ہے کہ مسلک صرف شریعت کا ہی نہیں تھا طریقت کا بھی تھا۔ قادری سلسلے میں شعر و سماع زندگی کا لازمہ ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ہاشم شاہ کی شاعری ان کی صوفیانہ تربیت اور مصروفیات کا حصہ ہی بن گئی ہو گی (پنجاب کے اکثر بڑے شاعروں کا تعلق تصوف سے رہا، یا وہ خود پیر تھے جیسے بابا فرید یا بڑے پیروں کے مرید جیسے بُلھے شاہ)

فارسی نثر میں ہاشم شاہ کی غیر مطبوعہ کتاب "چہار بہار" ہے جو دراصل حضرت نوشہ گنج بخش اور ان کے مرید پیر محمد سچیار کے درمیان سوال و جواب کی صورت میں ہے پیر محمد سچیار شریعت، طریقت حقیقت اور معرفت کے بارے میں سوالات کرتے ہیں اور نوشہ گنج بخش ان کے جواب دیتے ہیں انہی سوالات و جوابات کو ہاشم شاہ نے گلستان بوستاں کی طرز پر ترتیب دیا ہے جس میں حکایتیں بھی درج ہیں۔ اس مسودہ کے ساتھ (جو اُن کے عزیزوں (جی این سنز، راجپوت روڈ وسن پورہ۔ لاہور) کے پاس محفوظ ہے) ایک مثنوی بھی ہے اور فارسی غزلیات کا ایک مجموعہ بھی۔

فارسی نثر کی دوسری کتاب "فقر نامہ" ہے جس میں الفقر و فخری کی تفسیر کی گئی ہے۔

پنجابی میں معروف قصوں سسی پنوں اور سوہنی مہینوال کے علاوہ شیریں فرہاد، ہیر رانجھا، محمود شاہ کا قصہ اور دریائے حقیقت کے نام سے دو سو کے قریب دوہڑے، تین سی حرفیاں اور غوث الاعظم کے قصیدے۔

پنجابی زبان کے قدیم شاعروں میں سے کوئی بھی کبھی کسی دربار سے وابستہ نہیں رہا لیکن اپنے اپنے عہد کے حاکموں میں سے بعض نے ان شعرا کے حضور حاضری دی مثلاً بابا فرید (پاک پتن) شاہ حسین (لاہور) ـــــ بعد کے شاعروں میں سکھ حاکموں نے احمد یار (گجرات) اور قادر یار (گوجرانوالہ) سے رابطہ رکھا، ان سے بھی بعد کے شاعروں میں ریاست بہاول پور کے نوابوں نے خواجہ فرید سے عقیدت

کا اظہار کیا ــــــ لیکن تمام پنجابی شاعروں میں سے ہاشم شاہ کے بارے میں یہ روایت عام رہی کہ ان کا تعلق دربار سے تھا اور بھڑیال (سیالکوٹ) میں ان کو دربار کی طرف سے ہی جاگیر دی گئی تھی، اسی طرح جگدیو میں بھی انہیں مزار اور مسجد کی وساطت سے زرعی اراضی حاصل تھی۔

اس بات کو تقویت دو باتوں سے ملی۔

۱۔ ریکارڈ آفس شملہ میں فارسی رسم الخط میں لکھا ہوا ہاشم کا قصہ شیریں فرہاد نمبر ۴۸/۴۴۴۵ موجود ہے جس پر مہاراجہ کی درباری مہر لگی ہوئی ہے اس پر ۱۸۶۹ بکرمی کا سن ہے جو ۱۸۱۲ عیسوی سن بنتا ہے۔

۲۔ ۱۸۸۳-۸۴ء میں چھپے گزیٹیر آف لاہور ڈسٹرکٹ کے ص ۵۵ پر ہاشم شاہ کو سب سے اچھا بارانماہ لکھنے والا درباری شاعر بتایا گیا ہے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار ۱۰-۱۸۰۹ء میں منعقد ہونے لگے۔ اس وقت ہاشم شاہ کی عمر ۴۷ برس تھی۔ احمد یار کا دربار سے تعلق رہا۔ مگر اس نے ہاشم شاہ کو کہیں بھی درباری شاعر نہیں لکھا نہ ہاشم شاہ کا دربار سے تعلق ظاہر کیا۔ خود ہاشم شاہ کی کوئی ایسی تحریر نہیں جس سے ظاہر ہو کہ ان کا تعلق دربار سے تھا۔ رنجیت سنگھ کے عہد کے سرکاری ریکارڈ سے کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا جس سے اندازہ ہو کہ ہاشم شاہ سے مہاراجہ کا بالواسطہ ہی کوئی تعلق تھا۔ کسی جائداد کے کاغذات سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ ہاشم شاہ کو دربار سے کوئی علاقہ تھا۔ پھر "چار بہار" میں ہاشم شاہ نے ایک جگہ لکھا ہے ــ دریافت کیا گیا "ناقص کس کو کہتے ہیں فرمایا جو شخص فقیری کا لباس پہنے اور دولتمند کے دروازے پر جائے ـــ ان وجوہات کی بنا پر یقیناً چوہتر برس کا ہاشم شاہ کسی مہاراجہ کے دربار میں نہیں جا سکتا اور نہ ایسے دربار سے وابستہ ہونا پسند کرے گا" پھر ہاشم شاہ کے یہ شعر بھی اس مفروضہ کو جھٹلانے کے لئے کافی ہیں

کہہ سن حال حقیقت ہاشم ہن دیاں بادشہاں دی
ظلموں کوک گئی اسمانیں دکھیا زور دلاں دی

آدمیاں دی صورت دسدے راکھش آدم خورے
ظالم، چور، پلیت، زناہی، خوف خدائیوں کورے
بس ہن ہور نہ کہہ کجھ ہاشم جیئوں رب رکھے رہنا
ایہہ گل نہیں فقیراں لائق بُرا کسے نوں کہنا

ہاشم آج کل کے بادشاہوں کا حال کہو ان کے ظلم و ستم کے باعث مظلوموں کی فریاد عرش پر پہنچ گئی ہے، یہ بادشاہ دراصل انسان کی صورت میں آدم خور راکشش ہیں۔ یہ ظالم، چور، پلید اور زانی ہیں۔ ان کے دل میں خدا کا خوف بھی نہیں، ہاشم بس اب خاموش رہو۔ جیسے خدا رکھے بہرحال اسی طرح گزر بسر کرو، فقیروں کو زیب نہیں دیتا کہ کسی کو بُرا بھلا کہیں۔

ان کوائف کی بنا پر سرنام سنگھ شان کے نام صاحبزادہ غلام نبی کے خط میں لکھی گئی اس رائے سے مکمل طور پر اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ

"واقعات اور حالات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ حضرت بابا ہاشم شاہ صاحب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے نہ تو درباری شاعر تھے اور ملک الشعراء"

پیارا سنگھ پدم کی بھی یہی رائے ہے کہ "ہمیں معلوم ہے کہ ۱۸۰۹-۱۰ء میں جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار منعقد ہونے لگے اس وقت ہاشم ستر برس کی عمر سے گزر چکا تھا اور پھر وہ فقیرانہ مزاج کا آدمی تھا اس لئے اس عمر میں اُسے راج دربار میں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی چنانچہ ملک الشعراء یا درباری شاعر ہونے والی بات تو بالکل ہی غلط ہے۔"

ہاشم نے فارسی، ہندی، اُردو میں اظہارِ خیال کیا، مگر انہیں عظمت صرف پنجابی کی شاعری کے باعث ملی چنانچہ ڈاکٹر لائٹنر نے لکھا:۔

"پنجابی میں ہاشم شاہ کی شیریں فرہاد، سسی پنوں اور سوہنی مہینوال آج بھی ہزاروں دلوں کے لئے خوشی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔"

قصوں کے علاوہ ہاشم شاہ کی شاعری کا ایک انتہائی خوب صورت حصہ اُن کے دوہے ہیں

جن کے بارے میں ایک محقق نے لکھا ہے :۔

"ہاشم اپنے ۲۰۸ دوہوں کی بنا پر ہمارا عمر خیام ہونے کا حقدار ہے۔ اگر ہم توجہ سے اس کے اشعار پڑھیں تو ہم عمر خیام کے ہجر و فراق، نزاکت، خیال اور نغماتی زیر و بم کا باآسانی تصور کر سکتے ہیں۔"

پنجابی صوفی پوئیٹس کی مصنفہ ڈاکٹر لاجونتی رام کرشن کی رائے ہے :۔

"دوہوں میں وہ پکے صوفی دکھائی دیتے ہیں اور اپنے اندر کی تصوف والی آگ لفظوں میں ڈھالتے ہیں۔ دوہوں نے ان کو نیک پاک لوگوں کا پیار دیا اور پڑھے لکھوں کی نظر میں اونچا شاعر بنا دیا ہے دوہوں کی بنا پر ہاشم بلھے شاہ کے بعد سب سے بڑے صوفی شاعر کہے جا سکتے ہیں۔ بلھے شاہ کی طرح انہیں بھی جاہ و حشم کی تمنا اور باہو کے برعکس وہ پیری اور گدی نشینی کے تقدس والی زنجیروں سے آزاد ہیں اور اس طرح وہ اپنے خیالات صحیح رنگ میں ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔"

ہاشم شاہ کی شاعری کی اصل خوبی وہ درد ہے جو ازل کے ہجر سے شروع ہوتا ہے اور جس کا بیان ہی ہاشم شاہ کی شاعری کا کمال ہے بقول میاں محمد بخش :۔

مختصر کلام اوہناں دی، درد وں بھجی بوٹی
درد ہویا تاں سب کجھ ہویا، کیا لمی کیا چھوٹی

ہاشم شاہ نے بیان میں اختصار کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے۔ ان کے قصوں میں اصل جان اسی اختصار سے پیدا ہوئی ہے یا یوں کہہ لیجیے کہ وہ کافی کہنے والے شاعروں کی طرح صرف سسی یا سوہنی کے اسم سے جادو نہیں جگاتے اور نہ ہی وارث کی طرح ہیر کے قصے کی طویل بساط بچھا دیتے ہیں وہ ان دونوں کے درمیان کی کڑی ہیں، قصہ بھی بیان کرتے ہیں مگر اس حد تک کہ سسی کو بھی امر بنا دیتے ہیں اور اپنے سوز درد وں کو بھی لازوال بنا دیتے ہیں چنانچہ ہیر کا قصہ (سی حرفی) لکھتے ہوئے کہتے ہیں :۔

ب۔ بہت حکایتاں چھوڑ کے ہیں، رنگ اس دی تھوڑی ہے بات جوڑی

اسی طرح منظر نگاری میں ہاشم شاہ کو کمال حاصل ہے، ہاشم شاہ لینڈ سکیپ بناتے ہوئے صرف ایک دو رنگوں میں برش کی دو چار لائنوں سے ایسی بات پیدا کر لیتے ہیں کہ کم از کم پنجابی شاعری

میں اس کی مثال مشکل سے ہی ملے گی۔ وارث شاہ ہیر میں، میاں محمد بخش یا مولوی لطف علی بہاول پوری سیف الملوک میں، یا حافظ برخوردار مرزا صاحباں میں شاید ہی مقابل کی منظر کشی کر سکے ہوں۔ پنجاب دریاؤں، صحراؤں اور جنگلوں سے پہچانا جاتا ہے چنانچہ دریا اور صحرا (تھل) کی منظر کشی نے ہاشم کو پنجاب کے عوام میں بے پناہ مقبولیت دی پھر اس منظر میں انسان کی بے بسی کو جس انداز میں ہاشم شاہ نے سمویا ہے وہ بے مثال ہے۔ اسی باعث ہاشم کے منظر نامے زبان زدِ عام ہوئے مثلاً :-

نازک پیر ملوک سسّی دے مہندی نال سنگارے
بالو ریت تپے وچ تھل دے جیویں جوں بھُنن بھٹیارے
عاشق ویکھ بہے اک واری جیو تنہاں پروارے
ہاشم ویکھ یقین سسّی دا پھیر نہیں دل ہارے

ان چار مصرعوں میں تپتا ہوا صحرا بھی ہے سسّی کے مہندی رنگے پاؤں بھی جن کے حُسن پر عاشق جان قربان کر دے اور اس ابتلا میں سسّی کا ناقابلِ تسخیر جذبۂ عشق بھی ہے ـــــ یہی ہاشم کی شاعری کا اعجاز اور معراج ہے۔

کچھ ترجمہ کے بارے میں

پانچ لفظوں کے اس عنوان "کچھ ترجمے کے بارے میں" کا پنجابی میں ترجمہ تین لفظوں "کجھ ترجمے بارے" میں ہوگا پنجابی اور اُردو میں لفظوں کے اختصار کا جو تناسب اس عنوان میں ہے تقریباً یہی تناسب شاعری اور نثر میں ہے اس لئے پنجابی شعر کا اُردو میں ترجمہ (خصوصاً لفظی ترجمے میں) اس تناسب سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

علاّمہ اقبال کو گلہ تھا کہ اُردو میں تصوّف کی شاعری نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ پنجابی میں تصوّف ہی تصوّف ہے۔ حتیٰ کہ رومانی داستانوں کی بنیاد بھی صوفیانہ بنا دی گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ پنجابی شاعری کا اُردو میں ترجمہ اپنے بہت سے معنی، حسن اور لذّتِ درد کھو دیتا ہے! اس میں کوئی استثنا بھی نہیں ہے سلطان باہو، بُلھے شاہ، بابا فرید، شاہ حسین، خواجہ فرید، میاں ہدایت اللہ اور میاں محمد بخش کے منظوم اردو ترجمے اس بات کا ثبوت ہیں۔ ہاشم شاہ کے شعروں کا یہ ترجمہ اس عیب سے پاک نہیں۔

اردو اور پنجابی شاعری کا سماجی اور ثقافتی پس منظر بھی بے حد مختلف ہے' اگرچہ اردو کو پنجابی ہی کی ایک شکل بتایا جاتا ہے مگر اردو کے ارتقا میں غالباً نادانستہ طور پہ یہ رجحان کارفرما رہا کہ اسے اس ذخیرۂ الفاظ سے محروم کیا جائے جس کا تعلق معاشی پیداواری عمل (زراعت) سے یا دوسرے لفظوں میں دیہی زندگی سے ہے۔ اردو اور پنجابی کے علاقوں کی دیہی زندگی میں کوئی بڑا فرق نہیں مگر ترقی یافتہ اُردو پر "شہر" کی چھاپ اتنی گہری ہو گئی کہ یہ ایک طرف اپنے علاقے کی دیہی ثقافت سے کٹ گئی اور دوسری طرف پنجابی سے دُور تر ہوتی گئی یُوں ایک عرصہ تک خاصا بڑا ذخیرہ الفاظ مشترک ہونے کے باوجود

آخر میں یہ ذخیرہ اردو کے لئے متروک ہوگیا جبکہ پنجابی میں رائج رہا۔ یہ ذخیرہ پنجابی شاعری میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے جبکہ اُردو میں اب اس کی حیثیت غائب کی سی ہوگئی ہے۔ ترجمہ کے وقت یہ اُلجھن بڑی پریشان کرتی رہی۔ اس ضمن میں ترقی اُردو بورڈ لاہور کی شائع کردہ مختصر کتاب "اُردو کے خوابیدہ الفاظ" خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ اس کتاب میں شامل اُردو کے بعض پرانے الفاظ پنجابی شاعری میں صدر مقام رکھتے ہیں۔

مان (گھمنڈ، فخر)۔ نمانا (عاجز، مسکین، بے مان)۔ کوک (آہ و زاری)۔ سُول (درد)۔ سَل (پھانس، دُکھ) جنِدڑی (زندگی)۔ تتی تتڑی (جنم جلی، بدبخت)۔ ویلا (وقت)۔ چِر (وقت)۔ بُکل (چادر کی بکل)، ڈھولا (محبوب، ساجن)۔ سُرت (ہوش)۔ ڈار (پرندوں کی قطار)۔ دھی (بیٹی)۔ پلا (آنچل)۔ کھٹی (کمائی) دیوا (چراغ، دیا)۔ بلوک، (سُندر)۔ آہلنا (گھونسلا)۔ جھلی (بے وقوف)۔ آپی (خود ہی)۔ لیکھا (حساب کتاب) بالن (ایندھن)۔ چیتا (یادداشت، حافظہ)۔ نی (کلمۂ ندا، اری، ری)۔ نَسنا (بھاگنا)۔ وارنا (شار کرنا) ترانا (گناہوں سے بچانا، پار لگانا)۔ بیلی (ساتھی)۔ گل (بات)۔ بے دید (بد لحاظ، طوطا چشم)۔ پیڑ (درد) پِنڈ (گاؤں)

ایسے بہت سے الفاظ ہیں جنہیں ترجمے میں رکھ لیا جائے تو بھی اُردو کے قاری پر لفظ کے مفہوم کے پرت نہیں کھُل سکتے۔ نہ ہی ان سے وابستہ شاعرانہ سحر اس پر طاری ہوتا ہے۔

اُردو میں ایک خاص رجحان کے تحت متروکات یا تطہیر کے علاوہ ایک دوسری بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ بناوٹ کے لحاظ سے زبان کھُلنے اور پھیلنے کی بجائے سکڑتی ہے جبکہ پنجابی کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ مثلاً اُردو میں لفظ اڑیل مستعمل ہے اس لفظ سے وابستہ دوسرے بیشمار الفاظ یا متروکات میں آتے ہیں یا اُردو میں شامل ہی نہیں ہوسکے۔

اُڑنا (اُلجھنا)، اڑی (ضد) اڑک (رکاوٹ، اُلجھاؤ) اڑیکا (اُلجھاؤ) اڑیا (اُلجھ گیا) اڑے، اڑانا۔ اڑن۔ اڑبھ۔

لفظ سے لفظ کے جنم لینے کا یہ سلسلہ اُردو میں خاندانی منصوبہ بندی کا شکار ہوگیا۔ اسی باعث پنجابی

سے منظوم اُردو ترجمہ بھی متاثر ہوتا ہے۔

زرعی پیداواری عمل سے متعلق اسماء اور فعل کے ذخیرۂ الفاظ میں اس تفاوت کے ساتھ ساتھ مقامی داستانوں کے حوالے سے پنجابی کا ذخیرۂ الفاظ اُردو میں وہ تاثر پیدا نہیں کرتا ہیر رانجھا، سوہنی مہینوال سسی پنوں، مرزا صاحباں کے کردار اور واقعات کا حوالہ جب پنجابی میں آتا ہے تو قاری یا سننے والے پر وہ اپنے مطلب کے ساتوں در کھول دیتا ہے۔ مگر اُردو میں بمشکل ایک در ہی کھلتا ہے۔

اُردو اور پنجابی شاعری کے اوزان میں بھی فرق رہا ہے اور قافیہ ردیف اور ہیئت (فارم) میں بھی، یہ فرق ہے جس کا لامحالہ ترجمے پر اثر پڑتا ہے۔

آخری اہم بات کسی شاعر کا زمانہ ہے۔ اس قدیم زمانے کے طرزِ احساس والی شاعری کو آج کے زمانے میں پیش کرتے وقت آج کے طرزِ احساس کے تقاضے پر پرکھنے کی خواہش بھی اُلجھن پیدا کرتی ہے، بہرحال ترجمے کے ساتھ اصل کو شامل کرنے سے بعض قباحتوں کا اثر کم ہو سکتا ہے، اور میرے نزدیک دراصل ترجمے کو اصل زبان میں شعر کا مزہ لینے کے لئے ایک نسبتاً کمزور مگر واحد وسیلہ سمجھا جانا چاہیے۔

دوہڑے

دل دلگیر ہویا تقدیروں تینوں کون دیوے دم سکھ دا
مجھتے یار بیدرد لباسی کر گیاں ستاون مکھ دا
دردی درد ونڈایا لوڑن ہتھوں آن دکھاون دکھدا
کامل یار ملے کوئی ہاشم تاں سرد ہووے دم دھکھدا

سو دکھ تیری جند نت جر دی جیہڑا پلک نہ جاوے جریا
بھاری زخم جگر دا ہویا ویکھ خون اکھیں وچ بھریا
میرا حال پچھانے مجنوں جس دکھ لیلیٰ دا جریا
ہاشم یار ملگ کہ نا ہیں میرا ہجروں دل ڈریا

کیتی پریم جڑی سرپائی میرا دل جا قی کھس لیتا
نیناں نوک سوئی دی وانگوں میرا دل سوہنے نال سیتا
مائے بھوت برہوں دا میں نوں جن مجھ نوں مجنوں کیتا
ہاشم جیون بچن اوکھیرا جن زہر پیالہ پیتا

دلِ رنجور مقدّر ٹھہرا ساعت راحتِ جاں کیسی
محفلِ یاراں درد سے خالی، وعظ و نصیحت بے لبصری
محرمِ درد بھی اپنا اپنا غم ڈالیں میری جھولی
کامل یار ملے کوئی ہاشم، بجھے آتشِ جان شتابی

پل بھر بھی جو سہا نہ جاتے وہ دُکھ سہتے گزری
زخمِ جگر نے رنگ وہ بدلا نہیں لہُو کی دھاری
میرے حال کو محرم مجنوں، لیلیٰ کا سودائی
ہاشم وصل کی آس نراس میں ہجر سے جاں گھبرائی

ہونی پریم کی ایسی ہوئی کہ چھین لیا من میرا
نوکِ مژہ نے جانِ بہاراں کے سنگ دل سی ڈالا
ایک بلائے ہجر سے لرزاں مرا ہوش حواس اُڑایا
ہاشم جس نے زہر پیا ہو مشکل جینا مرنا

تسبیح بہت پھراون کسبی جنہاں دام فریب بچھایا
کر کر گیان سناون سیانے نہ اِت بُدھ شیخ کہایا
مطلب جو اسرار الٰہی اوہناں ہرگز مول نہ پایا
ہاشمؔ سمجھ رسائین والے کدی اپنا آپ ٹکایا

بھانبڑ در دہدایت والا جیہڑا بل بل بل بجھدا
گھائل آپ ہویا دکھیارا بھلا ہو ربنے کدے رجھدا
مجنوں سوز لیلیٰ دے جلیا اوہنوں کھان گوشت کد سُجھدا
ہاشمؔ عشق کہے جگ جس نوں بھلا کون کسے کول پُچھدا

دولت مال جہان پیارا اساں ڈھونڈلدھا اک پیارا
سو کبھی لوک نہ ویکھن دیندے جگ سڑدا ہانس ہارا
دل وچ شوق بخیل چو چھیڑے میرا ہوگ کویں چھٹکارا
ہاشمؔ آؤ ملاؤ رانجھا میرا سُکھ دل دا دکھ سارا

دام فریب بچھانے والے گر گئے تسبیح پھیریں
خطبے، دعوے، وعظ سنائیں، شیخ حرم کہلائیں
رازِ نہاں نہ، اسرار نہ جانیں، ربّ کا بھید نہ پائیں
ہاشم رمز رموز جو جانیں اپنا آپ چھپائیں

شعلۂ دردِ ہدایت پل پل جلے بجھے، بجھ جلے
من دکھیارا اس کا گھائل اور روپ نہ ڈھلے
دنیا بے مطلب مجنوں کو جو عشق کی آگ جلے
ہاشم عشق کہے جیسے دنیا کبھی راس نہ آتے بھلے

مال و منال جہان کا چھوڑا ڈھونڈا ایک پیارا
خلق نے دید بھی مشکل کر دی حاسد ہے جگ سارا
دل انبوہ رزیلاں میں بڑا مشکل ہے چھٹکارا
ہاشم آؤ ملاؤ رانجھا مرے دل کا دکھ سکھ سارا

اے دل ڈھونڈ پھرے جگ پایا پر ڈھونڈن بہت اوکھیرا
بیجی دا کھ نہ ہووِن کنڈے توں نہ کر ویکھ اندھیرا
کر کجھ درد بیگانے دردوں مت درد کرے رب تیرا
ہاشم ڈھونڈ کویں دم اوویں لبھے ہُن سی وقت بہتیرا

نہ کر ہور علاج طبیبا مینوں فرق نہیں اک تِل دا
دارو سیک لگے جل جائے جد بھڑک اٹھے دُکھ دل دا
مائے مگر ہرا دل عشق دا مینوں پلک ٹکاؤ نہ ملدا
ہاشم شوق بہتیرا دل نوں پر ہرگز رزق نہ ہِلدا

بُڈھ سُدھ جن سمجھی کجھ تھوڑی سو کھاندا خون جگر دا
جس نے لئی بہار وصل دی سو ہویا اسیر ہجر دا
طوطی حُسن کلام نہ سکھدی کیوں پیندا دام پنجر دا
ہاشم شاہ رس مول دُکھاں دا جس رس پٹے دُکھ مردا

کھوج لگے تو دنیا پائیں پر کھوج لگانا مشکل
پھل بوئیں تو اُگیں نہ کانٹے شک ہے زہرِ قاتل
دُوجے کا دُکھ اپنا جانو رب ہو تیرے درد کا قائل
ہاشم وقت ابھی ہے باقی، رہ راہ تلاش پہ سائل

اور علاج نہ کر چارہ گر، مجھے فرق نہیں اک تل کا
مرہم پل میں جل جائے جب بھڑکے شعلہ دل کا
میرے پیچھے عشق کا دستہ، مجھے چین نہیں پل ملتا
ہاشم دل کو شوق بہت، انہیں آب و دانہ ہلتا

جس نے کچھ کچھ بھید ہے پایا، چاٹے خونِ جگر کا
وصل کی لذت جس نے لوٹی ہوا خوگر ہجر سفر کا
حسن کلام نہیں تھا اگر، پنچھی پنجرے کیوں پھڑکا
ہاشم شاہ کشیدِ الم سے رہے نہ دُکھ کا دھڑکا

ثابت ہو جس درس عشق دے لیا صرف حقیقت والا
ہو بیزار گیا سبھ علموں اتے تسبیح رہی نہ مالا
نہ اوہ سگھڑ نہ مورکھ ہویا اُن پھڑیا پنتھ نرالا
ہاشم زہد عبادت کوں توں اُن مطلب لیا سوکھالا

بے بنیاد جہان پچھانے اتاں جوش کرے دل میرا
چاہے ترک کیتی ہر طرفوں اتے کرے گیان بہتیرا
پر ایہہ حرص ہوا جہانی جھیڑا توڑن بہت اوکھیرا
ہاشم نیند اوگھاڑ سویرے نہیں دسدا سون بکھیڑا

قابلِ قدر معشوق جے ہووے تاں عاشق توں بے تردا
ثابت چشم رہے دلبر دی تاں ویکھو عاشق مردا
اک چاہے اک مُول نہ چاہے اوہ ہرگز نیوں نہ سردا
ہاشم مول مرے نہ سپاہی جیتے قدر نہیں کوئی کردا

جس نے صدق صفا سے سیکھا سبق حقیقت والا
علم سے وہ بیزار ہوا، رہی تسبیح اور نہ مالا
نہ دانشور نہ وہ احمق اس کا پنتھ نرالا
معنیٔ زہد و عبادت ہاشم اس کیلئے بے بالا

جانے بے بنیاد جہاں کو زور کرے دل میرا
چاہے ترکِ تعلق بھی، پر فکر بھی ہے بہتیرا
لیکن توڑنا مشکل ٹھہرا حرص و ہوا کا گھیرا
صبح کے ہوتے مشکل ٹھہرے ہاشم نیند کا ڈیرا

فہم و فراست والے دلبر بیڑا پار کرائیں
دیدۂ دلبر واہ ہو تو دیکھو عاشق جان سے جائیں
لیکن غیر یقینی نقشے سب کچھ ہی کھا جائیں
جان سے گزرے کون سپاہی جب قدر نہ اسکی پائیں

کافر قہر نزول وچھوڑا ایس دلبر یار سجن دا
ترسن نین نہیں وس چلدا اتے دل وچ شوق ملن دا
زحمت ایس نہیں بھروا سامینوں اک دن ہور نجن دا
ہاشم باہجھ عمل مرجاندا ابھیڑا علی ایس ملن دا

شیریں نام دھرایا شیریں پر کوڑی زہر ہمیشا!
دیندی زہر پیالہ بھر کے نت خون کرن دا پیشا
اک گھٹ دے فرہاد وچارا اوہ مار مویا سر تیشا
ہاشم پیار محبوباں والے اتے گل گل در رگ ریشا

جس دن شہر محبوباں والے کوئی عاشق پیر دھریندا
جان خوراک بناوے غم دی اتے پل پل سول سہیندا
سیس اُتار پیالہ کر کے اتے بے سنجھ بھیکھ منگیندا
ہاشم ترس محبوباں آوے اتے تاں کجھ خیر لویندا

یار سجن دلبر کا ہجر کہ ٹوٹا قہر غضب کا
نین ترستے رہ گئے بس نہیں چلتا کسی بھی ڈھب کا
بوجھ ہے ایسا جینا مشکل ہو گیا جان بلب کا
ہاشم بے طلبی میں مرتے رہ جاتا بھرم طلب کا

نام تو تھا شیریں کا شیریں رہی کڑوی زہر ہمیشہ
زہر پیالہ دان تھا اس کا، خوں کرنا تھا پیشہ
ایک ہی گھونٹ لیا کوہ کن نے مارا سر میں تیشہ
ہاشم جان کی قربانی لی محبوبوں نے ہمیشہ

جس دن عاشق کوئی آئے محبوبوں کی نگری
جان کرے وہ نذرِ الم نہیں درد کی ساعت ٹلتی
کاسہ سر لے ہاتھ میں نکلے نہیں مانگے بھیک بھی ملتی
یار اگر مائل بہ کرم ہو تب کچھ آتے جھولی

کتھے شاہ سکندر دارا دتے جب مر گیا کت جم دا
تھڑ کن دیو جنہاں دی تیغوں اتے دھول پیا تت کنبدا
ڈھونڈیاں خاک تنہاں نہیں لبھدی ایہہ جگت بُرا گھر غم دا
ہاشم جان غنیمت دم نوں بھلا کیا بھروسا دم دا

مُورکھ لوک سدا سُکھ سوندے اتے روز کماون پیسا
نہ کجھ اونچ نہ نیچ پچھانن اتے پریم نہ جانن کیسا
شالا نیچ ہووے چترائی سانوں خوار کیتا تدھ ایسا
ہاشم کاٹ پریم کریندا جس ہوش ہووے وچ جیسا

صاحب حسن ڈٹھے سبھ کھوٹے اتے کھوٹ کماون سارا
پر ایہہ موڑ رہے نہیں مڑدا بھیڑا مورکھ من ہتھیارا
ہٹھ تپ وِکھدیاں نس جاوے وتھے جپ ست کون بچارا
ہاشم حسن بلا غضب دی پیہ اوڑک جھبو کھٹھ پسارا

کہاں ہیں شاہ سکندر دارا، پتہ ہے جام جم کا؟
جن کی تیغ سے دیو تھے لرزاں، قلعہ قلعہ کانپا تھا
ڈھونڈو بھی تو راکھ ملے نہ، جگ ایسا گھر غم کا
ہاشم جان غنیمت جانو، بھلا کیسا بھروسہ دم کا

مورکھ لوگ سدا سکھ سوتیں اور خوب کمائیں پیسہ
اونچ نہ جانیں نیچ نہ جانیں، پریم نہ جانیں کیسا
چتر چالاک نہ ہو تم جیسا، ہمیں خوار بھرایا ایسا
ہاشم عشق کی کاٹ ہو ویسی مرد ہو جیسا جیسا

صاحبِ حسن سبھی کھوٹے ہیں کھوٹ کمائیں سارا
من مورکھ کو سو سمجھایا نہیں سمجھا من ہتھیارا
اہلِ جنوں جہاں درد سے بھاگیں جب ست کون بچارا
ہاشم حسن بلا غضب کی ہے پھر بھی جھوٹ پسارا

توہیں یار تو ہیں دکھدائی اتے درد دُکھنے نت تیرا
پرسوں آکھ لگائیے برسوں اتے بیٹھ رہیوں گھت ڈیرا
قول قرار سنبھال پیارے اتے آ کدی گھت پھیرا
ہاشم باجھ تساں سُکھ ناہیں ہور وسدا ملک بہتیرا

مینوں خبر نہیں دل میرا ایس جب گھ وچ وسدا
اچرج ویکھ عشق نوں یار و بھلا کون کوئی جب دسدا
نہ اوہ دام وچھائی وس دی جت جا میرا دل پھسدا
ہاشم بہت دیوے دکھ پیارا دل پھیر اُتیوں نسدا

تینڈا عشق قصائی وڑیا جن نال سولاں دل بھریا
اک دن برس جیہا ہو بیتے میں عمر ولوں بہت ڈریا
دلبر یار ڈٹھے مکھ تیرے میرا تن من بھتیوے ہریا
ہاشم راہ اُڈیکے تیرا کدی آ مل بھاگی بھریا

یار بھی توں دلدار بھی توں اور سوزِ محبت تیرا
وصل کا وعدہ دے کر برسوں دُور لگایا ڈیرا
قول قرار سنبھالے پیارے کبھی ڈال ادھر بھی پھیرا
ہاشم تجھ بن سکھ ناہیں خواہ دیس بسے بہتیرا

خبر نہیں من میرا کیسے اور کہاں پہ بستا ہے
یارو عشق کو کون بتائے کون کدھر کا رستہ ہے
دامِ محبت میں نہ جانوں جس میں دل جا پھنستا ہے
ہاشم یار جو دے دکھ، دل پھر اس سے ہی پیوستہ ہے

تیرے عشق نے رگ رگ میں کانٹوں کا جال بچھایا
اک اک دن ہے سال برابر میں جیون سے گھبرایا
یار ترے مکھ کو دیکھوں پاؤں تن من تیا نیا را
ہاشم دیکھے راہ خوش بختا دے وصل کا جام سوایا

جس وچ چنگ برہوں دی پیا تس نال لہو مکھ دھوتا
شمع جمال ڈٹھا پروانے اُتے آن شہید کھڑوتا
جاں منصور ہویا مدھ ماتا تد سولی نال پروتا
ہاشم عشق اجیہا ملیا جس دن مذہب سبھ دھوتا

تینوں حسن خراب کریندا اتے مینوں سمجھ ستایا
جیوں جیوں آن حسن دیاں سمجھاں مینوں اُٹھ دا سول سوایا
سمجھے ورد ڈٹھے سبھ دکھے جنہاں سمجھ سمجھ دکھ پایا
آتش سمجھ جنہاں وچ ہاشم اوہناں اپنا آپ جلایا

مشکل نینہ نباہن ہویا مینوں دھر دھر لاکھ نہورا
سر گٹھڑی لکھ کوس ٹکانا اتے تن وچ تنک نہ زورا
دلبر یار یہی گل اوکھی مینوں بہن نہ ملدا بھورا
ہاشم نینہ نہ لائیو کوئی دیوے شہر ڈھنڈورا

بھڑکی اک چنگاری والے اپنے ہی خون میں ڈوبے
حسنِ چراغاں پروانے کی شہادت لے کر ابھرے
مدھ ماتا منصور ہو جب خود جا سُولی پہ لٹکے
ہاشم عشق بلا کچھ ایسے ہم مذہب دین سے گزرے

حسن تیرا بربادی تیری مجھے سوچ سمجھ نے گنوایا
جوں جوں سمجھوں حسن کی رمزیں ڈھیروں درد بڑھایا
غم دیکھے غم والے دیکھے، سوچ سمجھ غم پایا
ہاشم سوچ کی آگ میں پڑ کر اپنا آپ جلایا

عشق کی بازی مشکل ٹھہری ہیں لاکھوں بول سہوں
دشتِ محبّت لامحدود ہے نہیں یار کس سے کہوں
دم لینے کو رُکنا عار ہے آگے کیوں کر بڑھوں
ہاشم نین لگاتے نہ کوئی جا شہر ڈھنڈورا دوں

مدت حرص جہانے والا میں دل وچ باغ لگایا
اوڑک باغ ہویا پروردہ اتے نال گلاں سبھ چھایا
جاں میں مشک لیا ہر گل تھوں اتے بھینٹ چمن دا پایا
ہاشم بے بنیادی والا مینوں مشک گلاں تھوں آیا

کر افسوس کہیا دل گھائل جد ڈٹھوس چند اجالا
سن چندا بلبل دے وچھڑے تینوں داغ پیا گل لالا
لاکھ چکور گئے مر عاشق توں اجے نہ ہوئیوں کالا
ہاشم ملن درست تنہاں نوں جنہاں وچھڑن زہر پیالا

دل گھائل دلبر نوں کہیا توں سن جانی میرا
جے توں عیب ڈٹھا وچ ساڈے اتے دھریا پیر پریرا
تینڈے نال نہیں کجھ مطلب سانوں شوق لوڑیدا تیرا
ہاشم رمز قیامت توڑی سانوں ایہو دان بہتیرا

عمر گزاری حرص و ہوا کا دل میں باغ لگایا
فصلِ بہاراں آئی چمن میں گلوں نے رُوپ دکھایا
اِک اِک پھول کو سونگھ کے دیکھا باغ کا بھید بھی پایا
ہاشم ہر خوشبو کی بنا تھی بے بنیاد دی چھایا

گھائل دل بولا، جب دیکھا اس نے چاند اُجالا
چندا بُلبل کے نالوں سے داغ ہوا گلِ لالہ
لاکھ چکور ہوئے قربان ترا رنگ ہوا نہ کالا
ہاشم عشق انہی کا سچا جنہیں ہجر ہو زہر پیالہ

گھائل دل دلدار سے پوچھے، جانِ جہاں بتلانا
ہم میں کون سا عیب تھا تو نے کر لیا دُور ٹھکانہ
تجھ سے نہیں مطلب ہمیں کوئی اک شوق ترا جانانہ
ہاشم روزِ قیامت تک ہمیں کافی یہ توشہ خانہ

دیپک ویکھ جلے پروانہ اِن ایہہ کیہہ مذہب پچھاتا
عاشق دِین نہ مذہب رکھدے وہناں رُد خدا کر جاتا
جن ایہہ علم بُھلایا دل توں اُن لدھا یار گواتا
ہاؔشم تنہاں رب پچھاتا جنہاں اپنا آپ پچھاتا

دل توُہیں دلبر توُہیں اتے دید توُہیں دُکھ تیرا
نیندر بھکھ آرام توہیں توں اتے تیں بن جگت اندھیرا
نین پران حیاتی توھیں، توھیں تکیہ ڈیرا
ہاؔشم سانجھ تساڈے دم دی ہور وسدا ملک بہتیرا

عشقا بال چخا وچ پاویں تاں ہیں انگ نہ موڑاں ذرا
مکھ موڑاں تے کافر تھیواں جے سیس دھراویں آرا
شوق شراب پلایو میتوں ہن ہویا مست مقرا
ہاؔشم نہیں رہو ہن توہیں بن میں وچ میں نہ ذرا

کون سا دین ایمان ہے دیپک دیکھ جلے پروانہ
اہلِ وفا کا دین نہ مذہب درد کو ہی رب جانا
علم علوم کے تارک پائیں گم گشتہ جاناناں
ہاؔشم رب پہچانا جس نے اپنے آپ کو جانا

دل تو ہے دلبر بھی تو تُو دید ہے، دُکھ بھی تیرا
خواب خیال آرام بھی تو، بِن تیرے جگت اندھیرا
ہوش حواس حیات بھی تُو ہے تو منزل تو ڈیرا
ہاؔشم زیست ہے تیرے دم سے بسے یُوں تو دیس بہتیرا

عشق الاؤ میں لے جائے نہیں پل بھر کو انکار
سر نہ ہو نذرِ تیغِ جفا مجھے کافر کر کے مار
شوق شراب پلا کر لے میرا یکتا قول قرار
مَیں نہیں ہاؔشم تو ہی تُو بس رہ گئی تری پُکار

نہ بن شیخ مشائخ پیارے نہ پہن لباس فقر دا
بن گھائل مر دل دی پیڑے ایہہ توں دام مکر دا
توڑ خودی خود بینی نفسوں اتے چاکر رہو دلبر دا
ہاشم درد جگر وچ بوٹا کر گریہ نال پرور دا

چندا چمک وکھال نہ سانوں اتے نہ کر مان ودھیرا
تیں جیہے لکھ چڑھن اساڈوں پر سجناں باجھ ہنیرا
جس ڈٹھیاں دل روشن ہووے اوہ حسن نہیں اج تیرا
ہاشم باجھ تساں دکھ پایا جھب آمل ساجن میرا

گئی بہار خزاں وی آئی جھب آ کدی گھت پھیرا
چڑیں وچھنیاں دے گل مل کے زور لگایو تھوڑا
کرسی پیڑ کلیجہ دکھسی ہو یا درد تیرے وچ پھوڑا
ہاشم ہون پیارے دشمن جیہڑے گھتن درد وچھوڑا

شیخ مشائخ مت بن پیارے، مت فقر کا پہن لباس
جان کا دے نذرانہ ایسے نہ ہو جس میں مکہ کی باس
خود بینی، خود نگری چھوڑ کے بن بردا یار کے پاس
شجرِ الم کو خونِ جگر دے کر سیوا ساتھ اخلاص

اے مہ تاباں تاب نہ دکھلا تجھے فخر غرور بہتیرا
لاکھوں چاند ہی دیکھے تجھ سے بن یاراں ہمیں اندھیرا
دل خوش ہو جس کے دیکھے سے حسن نہیں وہ تیرا
ہاشم ساعتِ وصل اب آئے، دل ہجر میں تڑپے تیرا

پت جھڑ گذری فصلِ گل آئی، تیرے قدم بھی آئیں
ملیے ہجر کے دکھیاروں کو، سہج گلے سے لگائیں
انگ سراپا درد ہوئے ہیں وصل میں بھی دکھ پائیں
ہاشم درد فراق جو دیں پیارے، دشمن کہلائیں

ماۓ بیٹھا کھیں وچ ویکھیں میتوں چاک کیہا کجھ دسدا
بیلے مگر تنہاں دے چھیڑے جینداں نام نہیں پت کس دا
کھیڑے چھوڑ ماہی در پائیو کوئی شان لباس نہ جس دا
ہاشم پیڑ تسے تن ہووے کوئی گھاو کھاوے جس دا

اے دل درد نصیب تیرے وچ تاں ہیں کیہہ کراں بچارا
آپے درد سہیڑیں بھائی اتے چاہیں بھی چھٹکارا
ایویں ہوگ سعادت تیری توں کر دکھ درد پیارا
ہاشم پیڑ ہٹاوے کدھروں ہن بھائی پلید نکارا

زہد عبادت چاہے ویکھے نہیں ہرگز دھیان نہ کردا
شاہ منصور چڑھائیوس سولی اتے یوسف کیتا بردا
کس گل دے وچ راضی ہووے کوئی بھیت نہیں ایس بردا
ہاشم بے پرواہی کولوں میرا ہر ویلے جیو ڈردا

ماں آنکھوں میں جھانک کے دیکھ مرے چاک کا عکس ہے کیسا
جس کی دھن میں جنگل چھانے نہیں نام پتہ کوئی اس کا
کھیڑے چھوڑے جس کی خاطر نہیں شان اس کی شاہانہ
ہاشم درد وہی تن جانے جس تن عشق ہے لاگا

اے دل درد نصیب تمہارا ہیں بے بس ہیں بے چارا
آپ بنائیں درد کو مہمان اور چاہیں بھی چھٹکارا
تیری یہی سعادت ہے رکھ درد کو جان سے پیارا
ہاشم درد مسلسل ہے نہیں ہوتا اس کا چارا

زہد و عبادت کو بھی کبھی خاطر میں وہ نہیں لایا
شاہ منصور چڑھایا سولی اور یوسف چاک کرایا
اس کی رضا کیسے حاصل ہو یہ بھید کبھی نہ پایا
بے پرواہی اس کی ہاشم مرا ہر دم جی گھبرایا

کجھ تقصیر اساتھوں ہوئی جو یار سجن چت چایا
یا کجھ واؤ وگی کلجگ دی کوئی جھاک اندر دل آیا
دل بیدرد طبیباں کیتا جو گھائل چا بھلایا
ہاشم جان سعادت ایویں جو یار سجن من بھایا

گھر وچ لکھ دشمن لکھ دوست توں باہر پھیریں ڈھونڈیندا
دعوے حرص غرور جہاتی نہیں گھر وچ حکم منیندا
ایہہ دشمن گھر دے لکھ سولاں نہیں جیب لگ صاف کریندا
جیوندیاں وچ جان نہ ہاشم جیندے گھر وچ شیر بو کیندا

ایہہ دل خوار کرے نت مینوں ایس ہوش گوایا میرا
جیوں دریا ہمیشاں ڈھاوے نت اپنا چار چوفیرا
اپنی خبر نہیں اس دل نوں جویں دیپک تلے اندھیرا
ہاشم یار ملے تد آکھاں اساں خوب ڈٹھا سکھ تیرا

یا تقصیر ہماری ہے جو یار نے مُنہ نہ لگایا
یا پھر چلی ہوا کلجگ کی جی اس نے ہم سے اُٹھایا
مشق ستم جس دل پہ ہوئی وہ گھائل اس نے بھلایا
ہاشم کر منظور اسے جو یار سجن من بھایا

دوست اور دشمن گھر کے اندر تو باہر کیا ڈھونڈے
دعوے حرص غرور نہ مانیں گھر میں حکم تمہارے
ہاشم جب تک زیر نہ ہوں دشمن ہیں تیرے گھر کے
ایسے شیر جہاں پہ گرجیں اس گھر والا کب جیوے

خوار پھرائے گلی گلی دل ہوش گنوائے میرے
دل دریا ہے چاروں جانب غرقابی ہی بکھیرے
اپنی خبر نہیں کوئی جیسے دیئے تلے اندھیرے
ہاشم یار ملے تو کہہ دوں "دیکھ لئے سکھ تیرے"

جدا ایہہ خاک رہیا تن میرا تد دکھ سکھ مول نہ آہا
بھی مڑ خاک ہوئی سی اوویں کوئی روز ملن دا لاہا
آ وَ جانی گل لگ اساڈے تیرا عشق پیا گل پھاہا
ہاشم ہوگ شناس مویاں دی سن دلبر بے پرواہا

عشق اساں نال جیہی کیتی جیوں رکھاں نال پالا
دھر دھر ہوئے گناہی کملے میتوں ملدا دیس نکالا
ان برہوں چھلئے چھل لیتا میں جانا عشق سوکھالا
ہاشم یار سجن دے کارن اساں پیتا زہر پیالا

ایہہ اکھیں بن فوج حسن دی ستی کلا جگاون
عقلمنداں توں کر منصوبہ اتے وس بھیدداں پاون
حاکم حکم کرن بن لشکر اتے بے تقصیر کہاون
ہاشم شاہ من آن اکھیں دی مت سولی پکڑ چڑھاون

دُکھ سُکھ کوئی نہ تھا اس دم جب تن میرا تھا خاک
وصل کی شب کے وعدے سے ہی خاک ہوئی بیباک
آ ظالم لگ جا سینے سے میری عشق میں اُڑ گئی خاک
مر گئے ہم تب یاد آئیں گے اے حُسنِ بیباک

عشق کا وار تھا ہم پر ایسا جیسے گلشن مارے پالا
پاگل مجنوں، مجرم ٹھہرے ہمیں مل گیا دیس نکالا
عشق نے سب کچھ لُوٹ لیا اسے جانا تھا سُکھ والا
ہاشم یار سجن کارن پیا ہم نے زہر پیالہ

یہ آنکھیں یہ حُسن کے لشکر، سوئی کلا جگائیں
اہلِ خرد کو بے دردوں کے دام میں لا پھنسائیں
چہرہ چاپاکی دامان کا، بے لشکر حکم چلائیں
ہاشم مان کہا آنکھوں کا مت دار پہ یہ کھنچوائیں

سوز فراق نصیب اساڈے اسی بھا پیا دُکھ بھرساں
جے دن رات رہاں وچ جل دے اتے وانگ پپیہے تِرساں
کر تکبیر ہووے چھٹکارا مت موت حرام نہ مرساں
ہاشم طلب رہے جند جائے تائیں شکر ہزاراں کرساں

سنبھل کھیت سنبھال عشق دا ہُن نکلی تیغ میانوں
کھا مر زہر پیاری کر کے جے لئی ہئی ایس دکانوں
سر دیون دا ساک عشق دا ہور نفع نہ عقل گیانوں
ہاشم باہجھ مویاں نہیں بندی ساں ڈٹھا بھیت قرآنوں

جے دُکھ پریم تینوں ہتھ آیا ایس دلبر دی سرکاروں
خوش دل ہو کہ شکر خدا دا ہُن بچیوں لاکھ آزاروں
اک دُکھ بھتوں دُکھ جان ہزاراں دیکھ حاصل ایس پیاروں
ہاشم شاہ دُکھ ڈھونڈ عشق دا ایس کامل پاس بزاروں

سوزِ فراق ہماری قسمت سہہ جائیں گے جو سر آئے
شکوہ شکایت صبح و مسا اِک تشنگی ہی دے جائے
سارے دُکھ سُکھ سہہ لیں گے کہیں موت حرام نہ آئے
شکر گزاریں حرفِ وفا ہو لب پر جب موت آئے

عشق کی تیغ میاں سے نکلی اب جان و مال سنبھال
زہرِ وفا جو نقد خریدا اس سے منہ میں ڈال
سرِ طلبی کا عشق سے رشتہ نہیں عقل، گیان سوال
مُرے بِناں، قرآن کہے، کسی بات کا بننا محال

دان ہو اگر دردِ محبّت اس دلبر کی سرکار سے
خوش ہو، شکر گزار کہ تو بچ گیا ہے لاکھ آزار سے
لاکھ دُکھوں کا اک دُکھ چارا، حاصل اس کے پیار سے
ہاشم عشق کا کامل غم جا ڈھونڈ کے لا بازار سے

عاشق جیڈے بے عقل نہ کوئی جن جان سمجھ نت تپنا
بید قرآن پڑھے جگ سارا اوہیں نام جانی دا جپنا
آتش لین بگانے گھر دی اتے پھوک ڈیون گھر اپنا
ہاشم شاہ کیہہ حاصل عشقوں اینویں مفت بے وچ کھپنا

راہی یار رانجھن نوں آکھیں کوئی حال اساڈے دردوں
بچھڑ کے جوگ کمائے جے توں جان تلی پر دھردوں
مرتے یار وانگوں دن اکسے یا بلدوں یا مردوں
ہاشم شاہ اج جان بچاویں جاں توں نیہوں نہ کردوں

رکھیں لاج نلاج نہ ہوویں ایتھے پیر پچھاں نہ دھرنا
زہر خوراک بنائی آپے اتے مرن کولوں کیوں ڈرنا
چمکی چھنا عشق دی پیارے ایتھے ثابت ہو چل مرنا
ہاشم ایہہ کمال عشق دا جو سیس اگاہاں دھرنا

عاشق سا نادان نہ کوئی جان بوجھ دُکھ جھیلے
وید قرآن پڑھے جگ سارا وہ حال اسی کے کھیلے
آگ پرائی لے گھر پھونکے، کرے تماشے میلے
ہاشم عشق کا حاصل کیا جہاں مفت میں جان دُکھ جھیلے

راہی یا نہ رانجھن سے کہتا میرے درد عذاب کا حال
جان تلی پر رکھ لیتے، نہ کماتے جوگ جنجال
ایک ہی دن مرنے کی طرح مرتے یا وصل وصال
عشق کیا تھا کیوں ہاشم جب جان رکھنی تھی سنبھال

پاؤں پیچھے کھینچ نہ، مت عزت کو خاک میں رول
زہر اجل جب خود کھایا پھر خوش سن موت کا بول
چمکی آتشِ عشق تو اس میں ڈال دے جیون ڈول
انت پریم یہی ہے ہاشم سر اس کے پاؤں میں ول

جس نے اوہ گل پختہ جانی اوہ خام ہویا وچ خویشاں
لذّت ہجر وصل دی ویکھی اتے کیتا حال پریشاں
برہوں زنبور چھڑے ہر طرفوں اتے لاکھ لگاون نیشاں
ہاشم ہو قربان انہاں تے جیہڑے صاحب درد ہمیشاں

اِکسے تار بہار نہ رہندی نہ اِکسے طور زمانہ
ہر دن چال نہیں البیلی نہیں ہر دم زور جواناں
رووَن سوگ ہمیش نہ ہووے نہیں نت نت راگ شہانا
ہاشم بیٹھ گئیاں لکھ ڈاراں ایہہ جگت مسافرخانہ

دلبر یار کبھی آ تدھ کیتی میری بپھڑی جان غذایاں
دارو درد تیرے وا ناہیں اساں پڑھیاں لکھ کتاباں
رووَن جوش لگے نت اکھیاں جد بھڑکی بھاہ کبابا‌ں
ہاشم بہت سہے دُکھ پیارے کدی آ مل ویکھ خراباں

جس نے عشق کو پختہ جانا چھٹا اس سے خویش قبیلہ
لذّت ہجر و صال سے اُن کا حال ہوا درد بیلا
ڈنک پہ ڈنک انہیں مارے اک چھپتہ بڑا زہریلا
ہاشم اس پہ واری جائیے، جو صاحبِ درد قبیلہ

سدا و قورِ بہار نہیں، نہ ایک سا رنگ زمانہ
چال نہیں البیلی ہر دن، نہیں ہر دم زور جواناں
نوحۂ غم ہی سدا نہیں، نہیں نت نت راگ شہانہ
لاکھوں قافلے ہاشم گزرے یہ جگ ہے مسافر خانہ

دلبر کیا کیا تم نے کیا، مری جان پہ لاکھ عذاب
چارہ گری ترے درد کی مشکل دیکھی کیا کیا ہم نے کتاب
ہجر ترے میں آنکھیں روئیں، جاں جلے مثال کباب
ہاشم کیا کیا دُکھ جھیلے کبھی دیکھ یہ حال خراب

دُور نقاب کیتا دلبر نے اتے چمکی تیغ میانوں
یا اوہ برق ابر سوں نکلی یا حور ڈگی اسمانوں
ویکھ شہید ہوئے دل گھائل اتے گزرے ایس جہانوں
ہاشم زاہداں زہد بھلایا اتے رہی کلام زبانوں

جانی یار نہیں حاصل ہوندے بھٹڑا لکھ کروڑیں مُل نوں
ویکھ دیدار کوئی دم لاہا اتے جان غنیمت گل نوں
اوڑک توڑ لجاوگ مالی اتے سوگ پوے بُلبُل نوں
ہاشم یار ملے گل ہس کے کوئی اَج نہیں تدھ کل نوں

اپنی پیڑ سبھو جگ بھٹڑیا کون جانے حال بیگانہ
ڈوبو گھاٹ سنجوگیں میلا جھیڑا دسدا سبھ بیرانا
ہجرے سوز جنونی کردا بندا آپ دیوانہ
ہاشم خوب ستی جب ملیا وچ کر کے موت بہانہ

رُخ سے نقاب اُلٹا جب اس نے اک نکلی تیغ میاں سے
یا بادل سے نکلی بجلی یا اُتری حُور آسماں سے
دیکھ شہید ہوئے دل گھائل کہہ گئے کوچ جہاں سے
ہاشم زہد و عبادت بھولی نہیں نکلا لفظ زباں سے

جلوۂ یار ملے نہیں پیارے، چاہے خرچیں لاکھ کروڑ
جان غنیمت اس پل کو گُل دیکھ لے کچھ دم اور
مالی آخر توڑ لے جائے، رہے غم بُلبُل کو زور
ہاشم کیا آج اور کیا کل، ملے یار سجن کسی طور

ہر کوئی گھائل اپنے غم کا، کیا جانے حال بیگانہ
وصل کی خاطر سر مانگے، جو سہل لگے یارانہ
سوزِ جنون ہجر نے ہاشم آپ کیا دیوانہ
کیسی ادا سے ملا ہے ظالم ڈال کے موت بہانہ

دلبر یار نہ کر اِلغرضی ایہناں نال تماشیاں یاراں
اِک جھڑدے اِک مینہہ بدھ جیہے کئی رُل گئے خاک ہزاراں
پھڑک کوک پپیہا کُوکے اتے پھڑک پون پھوہاراں
ہاشم ہوش پکڑ نہیں بندے کوئی تِت نِت چیت بہاراں

ساون دی گھٹ ویکھ پپیہا اوہ روّے کہے کجھ جیبنوں
سُن توں یار پٹّن کُرلاون ایہہ بھا پیا نِت بینوں
پر ایہہ گرجن برسن اج مُڑ ہاتھ نہ آوگ تینوں
ہاشم کر احسان متراں وچ اتے کر سکناں پھر کینوں

چاندا ویکھ چکور پکارے اِک حالت کھول ڈلاں نوں
توں سردار سبھی کُجھ تیرا ایس سو بھا بھاوَ اسانوں
جوگی جوگ دِتی ربّ صاحب جیواں ویکھ تُساں نوں
ہاشم خرچ نہیں کُجھ ہوندا بھورا کُجھ یاد متراں نوں

دلبر یار تغافل نہ کر، بڑے عاجز ہیں ترے یار
تیرے میرے جیسے خاک ہوئے ہیں لاکھ ہزار
کب تک پی پی پپیہا پکارے کب تک پڑے پھوار
ہاشم ہوش کر آتے نہ ہی نت نت فصل بہار

دیکھ گھٹا ساون کی پپیہا پیاسا پی کو پکارے
سُن اے یار یہ نالہ و زاری پڑا نصیب ہمارے
لیکن یہ برسات یہ بجلی پھر ہاتھ نہ آئے تمہارے
ہاشم کر احسان اور آمل یہ بات ہے بس میں تمہارے

چاند چکور پکارے تجھ کو کر کر نالہ و زاری
اپنے روپ کے درشن دے تری چاروں ور سرداری
عشق کی دولت رب نے دی جیوں دیکھ تجھے ہر باری
ہاشم خرچ نہیں کچھ ہوتا کہ یاروں کی دلداری

سُن عشقا جیہی تدُھ نے کیتی توُں رونہ ستاویں میںنوں
اِک واری ہتھ آویں میرے مَیں خوب رواواں تینوں
تیرے جیڈے بے وفا نہ کوئی مَیں کوُک سُناواں کہنوں
ہاشم خوار کریں جگ سارے توُں یار بناویں جہنوں

جس گھر وچ ہووے دُکھیارا اوہدے سبھ گھر ڈُکھ پاون
پلک وساہ کریں نہ تس دا تے او کھد وید پچھاون
جس تن وچ ہووے دل گھائل بھلا سو تن کیہہ سکھ پاون
ہاشم درد عزیز عاشق توں جیہڑے سو سُکھ گھول گھماون

پل پل شوق زیادہ ہووے دل رکھدا پیر اگاہاں
دن دن عمر نکھٹدی جاوے اوہدی مُڑدی اگ پچھاہاں
دو نویں بھوک نہیں وس میرے اوہو بنی لاچارا ساہاں
کیہہ سر کاج ہووے کیہہ ہاشم جتھے اِک گھر لاکھ صلاحاں

عشق نے کیا کیا ہم سے کیا تو روز ہی ہمیں ستائے
ہاتھ آئے تو تجھے رُلائیں، جیسے ہمیں رُلائے
تجھ سا وفا بیگانہ کوئی نہ دل کسے یہ درد بتائے
ہاشم خوار پھرائے جگ میں تو جسے بھی یار بنائے

جس گھر میں اِک دُکھ والا ہو سب گھر والے دُکھ پائیں
پل کا بھروسہ کریں نہ اس پہ اور وید طبیب بلائیں
گھائل دل ہوں جس جس تن میں وہ کیسے سُکھ پائیں
واریں اِک اِک دُکھ پہ سو سُکھ جو عاشق کہلائیں

آگے پاؤں پڑے تو شوق بھی پل پل بڑھتا جائے
جیون دن دن کم ہووے اور ڈوری کٹتی جائے
دونوں بے حد اور رہیں بے بس بات سمجھ میں نہ آئے
جس گھر لاکھ ہوں لڑتے ہاشم وہاں کاج نہ بنے بنائے

اوکھد ہیش نہ جاوگ لوکا پیج رہو نیناں دے ڈنگوں
بمبہوں روگ کیہا ہتھیارا نہیں ہوندا لاکھ وڈنگوں
ماس گیا جِند رہی نہ باقی اجے نکلے آہ کرنگوں
ہاشم ایس حقیقت تائیں جا پچھیے بھور پتنگوں

گل لاج قبیلہ تے ماں پیو اساں دِتا چھوڑ تنہاں نوں
کُرنگ سر پر ہویا غم تیرے اساں منی جان تساں نوں
کیوں عشقا کیہہ منگنا ہیں میتھوں ہن سچ کہو آکھ اساں نوں
ہاشم ساہنس ہوئے کم تیرے کیہہ کرسیں یاد مویاں نوں

جو ہڈ دُدھ ملائی پالے توں کھوہ کھس مال بیگانہ
اِک دن لوک تماشے کارن تیرے دھرسن ہڈ نشانہ
تو ہیں نال آئیں کر ٹوٹے وچ دھر کے عشق بہانہ
ہاشم جان کیہے تدھ کیتا ایہہ جگت مسافر خانہ

اے لوگو! کچھ پیش نہ جائے، جب ڈس لیو اس کے نین
برہا کا دکھ ایسا ہتھیارا نہ سُکھ دِن نہ رین
ماس نہ باقی جان، کہ تنگ سے پھر بھی نکلیں بین
ہاشم جا پوچھو یہ حقیقت، پروانے کیا کہن

اماں بابا ننگ و نمود، قبیلہ سب کچھ چھوڑا
اپنی عمر بھی تجھ پہ واری ترے غم نے دم نہیں چھوڑا
عشق بتا کیا تجھ کو چاہیئے اب سانس کا بھی ہے توڑا
کیا کیا ہم کو یاد کرے گا جب مُنہ جیون سے موڑا

مکھن دُودھ سے جسم جو پالا بچپن کے مال بیگانہ
لوگ بنائیں گے اس ڈھانچے کو اک دن طنز نشانہ
تو بھی ٹکڑے کرنے آئے گا ڈال کے عشق بہانہ
ہاشم جسم عزیز کیوں جانا جب جگ ہے مسافر خانہ

آدم روپ جیہانت کیتا کون بندا آپ دیوانہ
برہوں بھوت سودائی کر کے اتے کر دا خلق بیگانہ
رہیا عشق پہاڑ چڑھیندا اتے سی فرہاد نشانہ
سوئی شخص بوے وچ میرے اینویں ہاشم نام بہانہ

سو بھلوان بہادر ناہیں جیہڑے ڈھاہن کُجھ مستاں
صاحب زور ہووے جگ جانے جیہڑے دل نوں دین شکستاں
مول گوالیا میں جیہاں اساں شہوت حرص پرستاں
صاحب مغز رسیلے ہاشم جیہڑے کرکرن نششتاں

پھلیا باغ لگے مڑ آون کئی پنچھی لکھ ہزاراں
اک بولن اک کھاون میوے اک بنھ بنھ بہن قطاراں
ہاکر مار اُڈا نہ مالی بن عاشق ویکھ دیداراں
ہاشم باغ سنبھالیں اپنا جد پھر سن ہور بہاراں

آدم کا سا رُوپ بنایا اور آپ بنا دیوانہ
ہجر کا سودا روزِ ازل سے یوں کر دی خلق بیگانہ
کوہ کنی تو عشق نے کی، فرہاد تو تھا اک بانہ
میرے اندر بھی وہی بولے، ہاشم تام بہانہ

ان کو بہادر کون کہے جو گرائیں مستِ الست
صاحبِ زور اسے جگ مانے جو دل کو دے شکست
قدر گنوائی ہم نے جو ہیں شہوت حرص پرست
صاحبِ ذوق و شوق لگائیں ہاشم روز نشست

فصلِ گُل آئی باغ میں آئے پنچھی لاکھ ہزار
اِک گائیں اک کھائیں میوے اک بیٹھے باندھ قطار
شور مچا کر اُٹھا نہ مالی بن عاشق دیکھ دیدار
ہاشم باغ سنبھالنا اپنا جب آئے گی اور بہار

لب خشکی مُتھ زردی ورتی اتے خون دسے وچ نیناں
گُل نے ویکھ کہیا بُلبل نوں سچ حال اساتھیں کہناں
بُلبل رو کہیا دُکھ تیرے سانوں سوگ پوگ ہن سہناں
ہاشم پھیر کہیا ہس کے بھلا آکھ سدا تدھ رہناں

سو آفت لکھ گھمن والی ایس پریم ندی وچ وڑیاں
خاصے پار نہ اُترے کوئی بن صادق صدق نہ تریاں
دلبر یار وساریں ناہیں اساں دردمنداں دُکھ بھریاں
ہاشم تاہنگ نہ جاوگ تینڈی میرے ایس تُوں بن مریاں

پاہندی من سوال اساڈا عجب گھمن سینہا جائیں
مہیں چارے اتے چاک سداوے وچ بیلے بروُرکاہیں
تتی ہیر اڈیکے تینوں اوہ وال کھُلے وچ راہیں
ہاشم آؤ نہ آؤ اساتھے پر مَنوں وساریں ناہیں

پژمردہ رخسار بھی، لب بھی، لہو لہو ھیں نیناں
گُل نے کہا، بلبل سے پیارے سچ سچ ہم سے کہنا
رو کے کہا، بلبل نے غم تیرے سب ہم کو سہنا
ہاشم پھر ہنس کر پوچھے، کیا تم نے سدا ہے رہنا؟

پریم ندی میں اُترے تو جان پر کیا کیا آفت آئی
اکثر پار نہیں اُترے، بن صدق نہ منزل پائی
یار نہ ہمیں بھلانا ہم نے کیا کیا جان گنوائی
چاہ نہ جاتے ہاشم دل سے خواہ جان ہو لب پر آئی

مان ہماری عرض مسافر اور لے جانا پیغام
جو جنگل میں چرائے بھینسیں اور کہلائے جو غلام
جنم جلی تجھے ہیر پکارے، تیری دیکھے راہ مدام
ہاشم آ، نہ آ، پر بھول نہ جانا میرا نام

کتھے تخت ہزارا ماۓ اتے جھنگ سیال کدائیں
رانجھا لیکھ ہیر دے لکھیا تاں آن ملایا سائیں
مینیں دین نہ مُڑسن ماۓ جیہڑے لیکھ تتی دے آئیں
ہاشم ڈور پچھڑے ہتھ کوئی کوئی دوس اساں وچ نائیں

جانی جیون چار دیہاڑے ایہہ سدا نہ رہن بہاریں
ایس چمن وچ پھر پھر گئیاں کوئی کوٹ بے انت شماریں
مَیں توں کون وچارے کس دے کس گنتی لاکھ ہتداریں
ہاشم خواب حیاتی بدلے توں قول قرار نہ ہاریں

روون نین جنہاں دے کارن سو سکدیاں ملن کدائیں
جنہاں نال نہ مطلب کوئی سو دسن سنج صباحیں
ترسن نین نہ چلدا زور امیر دے دل وچ بھڑکن بھائیں
ہاشم آکھ لاچار کیہہ کریۓ ایہو درد اساڈا آہیں

ماں کہاں ہے تخت ہزارہ، کہاں ہے جھنگ سیال
ہیر کی قسمت میں تھا رانجھا رب نے کیا وصال
جنم جیلی کا لکھّا اماّں عقل نہ دے گی ٹال
ہاشم اپنا دوش نہ کوئی، کوئی اور چلے ہر چال

جانی، جیون چار دنوں کا سدا نہ رہے بہار
چمن میں لاکھ بہاریں آئیں بسے ہیں لاکھ دیار
میں اور تو بے چارے تو کس گنتی میں نہ شمار
ہاشم خواب حیات کی خاطر ہار نہ قول قرار

جن کی خاطر نیناں روئیں انہیں سے میل محال
جن سے نہیں مطلب ہوا نہی سے شام و سحر کو وصال
ترسیں نین نہ زور چلے، جلے دل میں آتش حال
ہاشم ہم لاچار کریں کیا، یہی درد ہے مال منال

کون جنون ستی وچ وڑیا اُٹھ نٹھی شہر بھنبوروں
پنچھی رُوح ستی دا بھڑکے اوہ باز گیا چھٹ ڈوروں
تپدی خاک اتے جل چیرے لتے ساہنتھ تتی دہوروں
ہاشم یار ملے مُل بیٹھی اُن لعل لدھا اس گوروں

رخصت ہو گُل گئے چمن تھوں اتے صحن سنبھالے خاراں
کوا نظر نہ آوے کوئی جتھے بُلبُل سان ہزاراں
کرے یاد شگوفہ سبزی اتے اوہ خوش روز بہاراں
ہاشم سونہ اکھیں وچ آوے ویکھو برسن ابر بہاراں

اے دل دام حرص دے پھسیوں توں ہیوں خراب تداہیں
اپنا آپ چھپا توئی حرصوں تے یار چھپا توئی ناہیں
کامل خون جگر دا کھان تے مردا و ہناں دا آہیں
ہاشم یار رہے یا جاتے نہیں اک گھڑا لکھ صلاحیں

کون جنون ہستی کو ہوا جو نکلی چھوڑ جھنجھور
روح ہستی کی پنچھی باز جو نکلا توڑ کے ڈور
تپتی ریگِ رواں پر کٹ گئی اس کے سانس کی ڈور
ہاشم راہ میں بیٹھ گئی، لیا لعل اس اپنی گور

گل ہوئے رخصت، صحنِ چمن پہ راج کریں اب خار
کوا بھی پر مارے نہ جہاں بلبل تھے لاکھ ہزار
سبزہ و گل کو یاد کرو، کرو یاد وہ روزِ بہار
ابرِ بہار اب برسے تو ہاشم نیناں سوتر کی دھار

اے دل دامِ ہوس میں پھنس کہ مدتوں رہا خراب
حرص شناخت تمہاری ٹھہری تمہیں ملا نہ یار جناب
کامل خونِ جگر پیئیں، زاری ان کا اسباب
ہاشم یار رہے، نہ رہے مرے جھگڑے خانہ خراب

کت ول یار گئے دل جانی جیہڑے دُور گیاں نوں
جیوندیاں دی ذات نہ پچھدے کیہہ کرسن یاد مویاں نوں
سجن یاد پون دکھ بنیاں وچ بپتا وخت پیاں نوں
ایسے یار ملین سببی پر ہاشم اساں جیہاں نوں

ویکھ چکور کہیا اک منصف تینوں مورکھ کہاں سیانا
اوہ چاندا پرتھوی پت راجہ توں پنچھی لوک نمانا
کہیا چکور نہیں توں محرم ایس رمزوں جا انجانا
ہاشم راج نہ دسدا مینوں میں یار جانی کر جاناں

ایہہ افسوس رہگ دل میرے تے جاگ نہ کدی کداہیں
دلبر نے ہتھ دل میرا لے میری قدر پچھاتوس ناہیں
بے پرواہ شناس نہ اس توں یا میں کجھ ہوگ گناہیں
ہاشم ایہہ گل قطع نہ کیتی بھرم رہیا من تاہیں

دُور گئے یاروں کو رونے والے یار کہاں ہیں
ہم تو جیتے جی بھی یاروں کارن بے نشاں ہیں
یاد آئیں جو دکھوں کے موسم ایسے یار کہاں ہیں
ایسے دوست ملیں پہ ہاشم اپنے نصیب کہاں ہیں

دیکھ چکور نہ کہے اک مُنصف، تو مورکھ ہے کہ سیانا
چاند تو پرتھوی پوت ہے راجہ تو پنچھی لوگ نمانا
کہے چکور جائے راہ اپنی تو رمز سے ہے انجانا
ہاشم اس کا راج نہ دیکھوں اسے یار جانی ہے جانا

یہ افسوس رہے گا ہمیشہ نہیں قید زمان و مکانی
دل بھی دیا دلبر نے لیکن قدر نہ کوئی جانی
یا تو میرا جرم تھا کوئی یا آنکھ اس کی بیگانی
ہاشم کون وضاحت کرتا مقصود تھی لگی نبھانی

دلبر یار ندی دیاں لہراں ایہہ سدا نہ رہن اتھائیں
تینڈا عشق میری دلگیری کوئی لاکھ ورھے تک ناہیں
دو دن بھور گلاں دا میلہ اتے آس اُمید سرائیں
ہاشم پر کیہہ دوس متر وچ جد لیکھ اساڈے ناہیں

رانجھا یار غریب ہیرے دا اُن کن پڑوائے تائیں
صاحب زور نہ عاجز ہوندے او زور کرن سب تھائیں
اوہو عشق کما یا مرتے پر عاجز بنیوں ناہیں
ہاشم عشق کنگالاں والا نت رون مارن آہیں

چمک مروڑ محبوباں والی جے توں سمجھن لائق ہوویں
جس توں وار سٹے لکھ ہاسے توں رون ایہا بہہ رو ویں
وصلوں آن ہجر دے پیارے ساں ویکھ ڈٹھے رس دوویں
ہاشم توڑ زنجیر مذہب دے لتے ہو نہ دیر کھلوویں

دلبر یا ندی کی لہریں سدا نہ اِک جا رہنا
تیرا عشق میری دلگیری نہیں لاکھ برس تک رہنا
آس امید بھی آنی جانی اک پل گل و بلبل میلہ
ہاشم پھوٹیں اپنے ہی بخت تو یار سے پھر کیا کہنا

ہیر کا یار غریب تھا رانجھا کان اس نے چھدوالئے
زور آور نہیں عاجز ہوتا وہ ہر جا زور لگائے
مرزا ہر گز بنے نہ عاجز، گو ویسا ہی عشق کمائے
ہاشم بے مایہ کی وفا، نت کرنا ہائے ہائے

محبوبوں کے ظلم و ستم گر تیری سمجھ میں آئیں
تیری گریہ و زاری پر صد قہقہے قربان جائیں
ہم نے وصل اور ہجر ہیں دیکھے دونوں سمجھ میں آئیں
ہاشم توڑ زنجیر شریعت پھر اصل حقیقت پائیں

کیوں تلوار وچھوڑے والی توں ہر دم سان چڑھاویں
تیتھے زور نہیں بن تیتھوں توں ایویں مار گواویں
عاشق نال نہیں سر رکھدے توں کس پر تیغ اٹھاویں
ہاشم بول نہیں مت بولی، کوئی ہور نصیحت پاویں

نہیں قبول عبادت تیری توں جب لگ پاک نہ ہوویں
عامل خاک پوے مل تیرا پر جب لگ خاک نہ ہوویں
نہیں بیباک کدی ہر طرفوں جد لے اتفاق نہ ہوویں
ہاشم کیہہ مشتاق عشق دا بھلا جاں سر تاک نہ ہوویں

ایسے یار ملیں سبھی جیہڑے کدی نہ موڑن اکھیں
دیس بدیس نہ لبھدے ڈھونڈے لتے مل نہ آون لکھیں
رکدے پھرن جنون لوکائی اوہ اگ چھپاتے ککھیں
پر اوہ بھیت پچھانن والا توں ہاشم دل وچ رکھیں

اے جاناں کیوں تیغِ ہجراں ہر دم تو چمکائے
جب چاہے تو مار کے رکھ دے بن تلوار چلائے
عاشق جان بکف ہے پیارے کس پہ تیغ اُٹھائے
ہاشم اس کے حضور نہ بول اب کہیں لو رہی کچھ نہ اُٹھائے

نہیں قبول عبادت تیری تو جب تک پاک نہ ہو
عاملِ خاک رہے تیری قیمت تو جب تک خاک نہ ہو
جب تک بیر نہ ہو ہر جانب تو بے باک نہ ہو
کیا مشتاقِ وفا ہو جب تک جاں متراک نہ ہو

ایسے یار سبب سے ملیں جو آنکھ نہ کبھی چُرائیں
ڈھونڈیں دیس بدیس ملیں نہ لاکھوں میں ہاتھ آئیں
بن کے حقیر فقیر پھریں ٹنکوں میں آگ چھُپائیں
بھید چھپا انہیں جاننے والے مت ہاتھ کسی کے آئیں

مجنوں کُوک کوتجاں دی سُن کے اس کہیا دُکھ نہ پھولو
دُکھ جر کے مر مر کے ڈر کے تسیں یار سجن نوں ٹولو
جھبدے کوک تساڈی سُنسی پر جے کجھ مُونہوں نہ بولو
ہاشم یار چڑھاوگ سُولی تسیں کسنہ پریم نہ پھولو

جاں فرہاد بکے توں آئیوں اوتھوں چا پہاڑ چڑھایو
میرے پیر زنجیر حیادا اوہنوں مول نہ حب تڑایو
عشقا زور نہیں وچ تیرے سچ آکھ ڈھیپا آیو
ہاشم لوک کرن غم ایویں اساں بھیت تیرا اِن پایو

اے دل توں دلبر دے بدلے سو مہناں کر کر ماری
جاں منصور چڑھایا سُولی ایہہ گل لائی کہہ پیاری
جیہی سمجھ گئے کہہ سودا سمجھو اپنی اپنی واری
ہاشم ہور نویں گل بُوٹے جد بھریاں ہور بہاری

مجنوں سُن کے کونج کی کوک کہے یہ دُکھ نہ پھول
غم سہہ کے، مر مر کے، ڈر کے یار سجن کو ٹول
سُنے گا وہ فریاد تری پر مُنہ سے کچھ نہ بول
ہاشم یار چڑھائے سولی، مت پریم کی اصل کو بھول

جب فرہاد نے ضبط کو توڑا اسے کوہ پہ جا چڑھایا
میرے پاؤں میں شرم کا بندھن نہیں اس کو جا تڑوایا
شدتِ عشق نہیں ہے باقی سچ کہوں بڑھاپا آیا
ہاشم لوگ کریں غم، ہم نے بھید اب اس کا پایا

دل نے سو سو بول سنے تیری خاطر اے دلدار
سولی پر منصور چڑھا کر دار کو سو سو پیار
عشق کی بازی کھیل گئے سب اپنی اپنی بار
ہاشم اپنے رنگ ڈھنگ لائے ہر اک فصلِ بہار

سُٹاں وار بہشتاں لوکاں جے ریس کرن دلبر دی
دوزخ کون کریں برابر ایس آتش سوز ہجر دی
دونویں ٹھوک نہیں وس میرے گرد تساڈے در دی
ہاشم راہ اجیہے پائی ہیں عشق تیرے دی بردی

وگ واۓ جا تخت ہزارے دل جائیں برا خدائی
ہیر نلاج نمانی دل دا کوئی دیہیں سنیہا جائی
دو دن چار رہیں میاں رانجھا تدھ کیتی بہت کمائی
ہاشم سار دُکھاں دی جانے جنہاں ڈُن چوٹ سوائی

مجنوں ویکھ لہو بھر رویا جد مویا پتنگ سپاہی
شابش یار ملیئوں اِک واری مڑ سہی نہ پیڑ جُدائی
اسیں خراب ہوئے مِل وچھڑے ہُن پھراں خراب خدائی
ہاشم ویکھ دل جلیا اوہناں کیہہ سر لوٹ اُٹھائی

دلبر سے ہمسری کے دعوے؟ حوریں کروں قربان
دوزخ آتشِ ہجر کو پہنچے نہیں ہے اس کی شان
دوتوں میرے بس میں نہیں، ہیں خاکِ درِ جاناں
ہاشم تیرے عشق کی بردی میں، ہو گئی یہ گزران

بہرِ خدا اے بادِ صبا، جا جانب تخت ہزارے
ہیر حقیر فقیر کاے پیغام جا اس کے دوارے
دو دن بھینسیں چار چرائیں رانجھے کاج سنوارے
ہاشم دکھ وہی جانے جس کو نت ہی چوٹ وہ مارے

خوں رویا مجنوں جب دیکھا گزر گیا پروانہ
وصل کی دولت لی اور ہو گیا ہجر سے وہ بیگانہ
ہم بھی ملے پھر بچھڑ گئے اب خوار پھریں ویرانہ
رنج ہوا ہمیں دیکھ کے ان کو کیا ہم نے کیا کیا جانا

جس جانی بنیاں جگ جانے تُوں جان سوتی ڈل جانی
کس دے نال بنے اُن بنتی چھڈ میت پریت جہانی
بھلکے واؤ خزاں دی وگسی نہ رکھسی نام نشانی
دم خود ہو جا کر دم پورے تُوں ہاشم دی زندگانی

دلبر یار نہ دوس تساں نوں کیہہ کریئے صفت تساڈی
ملے تنبیہہ گناہاں موجب ایہہ سبھ تقصیر اساڈی
منصف درد منداں دے ناہیں ایہو بان تساں وچ ڈاہڈی
غیرت تیغ جنہاں دی ہاشم کیوں ڈھونڈن تیغ فولادی

ہیرے لاج سیالاں لاہیا تدھ یار ربّا یا پالی
چوبر کرن مزاخاں تینوں اوہ ہور چپیٹے والی
ہیر قدیم اوہی وے لوکا اتے میں کدوں لج والی
رانجھا عیب چھپاوے ہاشم میرا دین دُنی وچ والی

خلق ہوا جگ جس کی خاطر اسے ہی جان تو جانی
سدا کسی سے نبھ نہیں سکتی چھوڑ یہ پریت جہانی
چلی ہوائے خزاں جب رہے گا نام نہ کوئی نشانی
دم پورے کر خاموشی سے اے ہاشم کی زندگانی

دلبر یار نہ دوش تمہارا کیا کیجئے صفت تمہاری
جیسے جرم سزا ہو ویسی یہ سب تقصیر ہماری
اہلِ درد کے تم نہیں منصف یہی ہے خو تمہاری
لوہے کی تلوار کیوں ڈھونڈو جب غیرت تیغ ہے کاری

ہیر سیال نے لاج گنوائی جب یار بنا یا پالی
اپنے غیرے طعنے دیں وہ اور ہے نوکر والی
لوگو میں وہی ہیر ہوں لیکن میں نہیں عزت والی
رانجھا عیب چھپائے ہاشم مرادین دنی کا والی

کرے خراب فقیری تائیں ایہہ دانش دُوراندیشی
چشم پُر آب جگر پُر آتش ایہہ صرف دوہویں درویشی
نیند حرام خوشی وچ سفنے ایہہ رہ طریق ہمیشی
بنے فقیر تاں سمجھے ہاشم ایہہ رمز قلندر کیشی

ڈٹھی قبر سکندر والی اوہ خاک پئی چپ کیتی
اکھیں میٹ تاہیں کجھ دسدا تدھ کون صحیح کر جیتی
ہنسے ہوت نہ آہی سستی اوہ خواب آہی ہو بیتی
ہاشم آکھ سجن کس بدلے بھلا بنے بیدردانیتی

بے سازاں دا ساز ہے سوہنیا جنہاں تاں نہ تکیا کوئی
تو کرتاں تنہاں نوں پالیں جنہاں کول ملے نہ ڈھوئی
سن فریاد آ گئے در تیرے اسیں عاجز ساتھ ستھوئی
ہاشم کوک کہے در کس دے جیندا اتیں بن ہور نہ کوئی

فقر، فقیر خراب کرے، یہ دانش، دُور اندیشی
آنکھیں نم اور آتش دل میں دونوں رنگ درویشی
خواب ہیں خوشیاں، نیند حرام یہ راہ طریق ہمیشی
بنے فقیر تو سمجھے ہاشم رمز قلندر کیشی

قبر سکندر والی دیکھی، تھا خاک کا ڈھیر خموش
آنکھیں موند کے پھر دیکھو کیا جیت لی ہی بے ہوش؟
ہوت اور سسّی کوئی نہیں، تھا خواب کا وہ آغوش
ہاشم یار نے ظلم کمایا کیا کہوں میں کیا تھا دوش

حسن دلآرا ہم بے برگ و ساز نے کچھ نہیں دیکھا
تو بس ان کو نوازے جن سے فیض کسی نے نہ پایا
اے فریاد ترے در آئے، ہم عاجز بے بس بیارا
کس کے در فریاد کریں، نہیں تجھ بن کوئی ہمارا

دُکھاں پون پرندیاں ڈٹھی جو نال یوسف دے بیتی
پاس یعقوب یوسف وی برتھا پر کسے بیدرد نہ کیتی
ہوت بے ہوش مستی دے حالوں اُنہاں ہر تھلاں وچ پیتی
ہاشم کس کس نال نہ کیتی ایس برہوں بیدردا نیتی

اِک پل ہجر نہیں سہہ سکدا تِس آوے پیش جُدائی
دن نوں صبر آرام نہ آوے دو جا دُھر دُھر کرے لوکائی
دل نوں صیقل ہووے ہر طرفوں تد پکڑے عین صفائی
تاں کجھ بنے آئینہ ہاشم اُتے سمجھے بھیت الٰہی

آتش ہون برہوں دی آتش وچ تیزی بہت پچھاتی
سوہنی روز ملے تر ندیاں پر سرد نہ ہووس چھاتی
اوڑک ایس ہجر دے سوتوں اوہ بیٹھ لہو وچ نہاتی
ہاشم باجھ مویاں نہیں ملدا اساں خوب صحیح کر جاتی

یوں پرندے شجر نے دیکھی جو یوسف پر گذری
کسی نے بھی یعقوب تلک یہ خبر نہیں پہنچائی
ہوت سسی کے ہجر کے دشت میں پی ئے موت پیالی
ہاشم ظالم ہجر نے کس کس سے کیا کیا نہیں کر دی

اِک پل ہجر کا سہہ نہ سکے جو اس کو ملے جُدائی
صبر آرام نہ آوے دل کو شکوہ شکوہ کرے خدائی
صیقل چاروں اور سے ہو تب ہووے من کی صفائی
تب جا کر آئینہ بنے اور سمجھے راز الٰہی

ہجر کی آگ سی شدت تو نہیں کسی بھی آگ میں، ہوتی
سوہنی تیری دریا ہر دن، آگ ہوئی نہ ٹھنڈی
سوز محبّت کے ہاتھوں پھر اپنے لہو میں ڈوبی
مریں نہ جب تک ہاشم بات نہیں ہے کوئی بنتی

کیوں جمیوں کیوں پھیر ویاہیوں جمدی مار نہ سُٹی
ویکھ ہُن حال سسّی دا ماتے میں پھراں تھلاں وچ کُٹی
بے تقصیرے دوسی عاجز میں آن بلوچاں سُٹی
ہاشم جان گوائیا سسی پر آس اُمید نہ تُٹی

ماتے درد فراق ماہی دے اَج بال چِخا وچ پائی
سوز فراق دیوانی کیتی میری جان لباں پر آئی
غرضی یار دکھاں توں ڈریا مڑ وات نہ پُچھیا کائی
ہاشم یا بجھ لگے تن اپنے کو جانے پیڑ پرائی

گُل نے دَرد دِتا بلبل نوں اوہدی آن کیتی دلداری
"توں محبوب" کہیا بلبل نے "کیوں کرنا ہیں اِنتظاری"
"مالی توڑ لوگ" گُل کہیا "اساں جدا ایہہ رات گزاری"
ہاشم یاد کریسی بلبل ایہہ اُلفت بات ہماری

اکناں روگ سریاں اُپجے اک دل دے وہم اُزاری
وہم خیال دلیلاں کیتا اوہنوں کامل روگ بیماری
جو دل غرق دلیلیں ہویا اوہنوں سانس نیاہن بھاری
ہاشم دل بدیر دوڑائے کوئی گاہک ملے بپاری

دو دن کوک پپیہا کوکے اوہنوں بول اکاسوں پیندی
میری عمر کوکیندیاں گزری اتے جان سُولی نت سہندی
پھر کا ہور نہ پھیریا کوئی رہی واقوا ایہو نت وہندی
ہاشم ساس چھٹن سُکھ پائیے میری آس ایہو نت ہندی

تن پنجرا دل گھائل قیدی میتوں ثابت ویکھ نہ پھردی
بےپرواہی تے ظالم بھاہی میتوں رڑکے سانگ تدھر دی
جھڑکن لوک نہ تھوون مائیے میں کملی کسے نہ دھر دی
صاحب درد ملے کوئی ہاشم میری سمجھے پیڑ جگر دی

اِک بیمار بدن کے ہیں، اِک دل کے وہم آثار
وہم خیال ذلیل نے کر دیا بے بس اور لاچار
جو دل غرقِ ذلیل ہوا اُسے سانس ہوا دشوار
ہاشم دل سے دل بدلے کوئی ایسا ہو بیوپار

کرے پپیہا دو دن زاری اسے عرش سے آئے جواب
روتے روتے عمر گزر گئی، رہی سولی پہ جاں بے تاب
کوئی نہ بدلا موسم اپنا، رہی سدا ہی فصل عذاب
ہاشم سانس کی ڈور کٹے، ملے سکھ بے حد و حساب

تن پنجرا، دل گھائل قیدی، مجھے جان نہ چلتی پھرتی
درد فراق اور بے پرواہی بن گئی ظالم پھاہی
لوگ سبھی دھتکاریں میں تو نہیں نہ کسی بھی در کی
صاحبِ درد ملے کوئی ہاشم جو سمجھے مرض جگر کی

سولاں سلّھی تے دردا ں ملی ہیں پھیراں دیوانی جھلّی
برہوں لُٹی تے ساتھوں ٹُٹی ہیں کملی پھراں اکلّی
مجنوں جا مویا جس ویہڑے میں موت ویہاجن چلّی
ہاشم یار ملے لکھ پاواں میری محنت پوے سوّلی

ماؤ بیٹھ سسّی نوں آکھے کیوں کملی پھریں دیوانی
ماتے روگ لگوتاں جانے کیہہ جانے پیڑ بیگانی
جس دے نال میری جند اٹکی سو تی چھٹو گیا دل جانی
ہاشم صبر نہ آوے دل نوں میری وسری ہوش جہانی

بے بنیاد کریں بنیاداں توں کھول عقل دی طاقی
جس دن خرچ لیں گا سارے ایہہ خرچی رہگ نہ باقی
سو سمیاں کریں کھڑ فوجاں اتھے ذرا نہ رہسیں عاقی
ہاشم سمجھ بہبود پیارے توں خاکی ہیں بن خاکی

درد و ملال کی ماری، خوار پھروں پگلی دیوانی
ہجر نے لوٹا، ساتھ بھی ٹوٹا، سنگ ہوئی ویرانی
موت خریدوں مجنوں صورت جان کی دے قربانی
ہاشم یار ملے تو خدائی، مری ہر مشکل آسانی

سسّی سے یہ ماں کہے کیوں پاگل پھریں دیوانی
اماں تجھے بھی روگ لگے تب جانیں پیڑ بیگانی
جس سے میرا جیون ہے وہ چھوڑ گیا دل جانی
ہاشم صبر نہ آوے دل کو مرے بھولے ہوش جہانی

کھول کے عقل کے در میعادیں دے تو بے بنیاد
سب جب خرچا ہو جائے تو رہے نہیں زر داد
لشکر لشکر سو ساماں سہی پھر بھی نہیں آزاد
خاکی ہے تو خاکی بن، کر عقل نہ ہو برباد

رب دا عاشق ہوون سُکھالا ایہہ بہت سُکھالی بازی
گوشہ پکڑ رہے ہو صابر پھڑ تسبیح بنے نمازی
سُکھ آرام جگت وچ سوبھا تے ویکھ ہووے جگ راضی
ہاشم خاک رلاوے گلیاں ایہہ کافر عشق مجازی

جس دن توڑ مراداں ٹرسیں اوہ روز وسار نہ بھائی
سنھ گھت میدانے بہن جد خویش قبیلہ مائی
نہ جھتے دُکھ پھولیں اپنا سو دھرنگ نہ کائی
ہاشم نوبت واری اپنی پھر کِن کِن نہیں وجائی

ہُن توں آؤ نہ آؤ اساتھیں کوئی آپے آن ملیسی
جس دن موت کھڑگ وچ قبرے سو سو من بھار پوسیی
تسدن کریں قبر وچ پھیرا تیرا راہ شہید تکیسی
ہاشم ہوگ احسان تساڈا میرا ہر دم شکر کریسی

رب کا عاشق ہونا آسان، آسان بڑی یہ بازی
گوشہ پکڑا صبر شکر سے لی تسبیح بنے نمازی
سکھ آرام، وقار اور چرچا، دیکھ ہوئے جگ راضی
ہاشم خاک اڑا کر رکھ دے کافر عشق مجازی

حاصلِ زیست کو چھوڑ چلے گا وہ دن بھول نہ بھائی
صف ماتم کی بچھا کر بیٹھیں، خویش قبیلہ مائی
کہہ نہ سکے گا کسی سے دل پر جو جو آفت آئی
سب نے ہاشم اپنی باری، نوبت چوٹ لگائی

اب ملنے کو آؤ نہ آؤ کوئی خود ہی آن ملے گا
موت فرشتہ آیا تو سر پہ سو من بوجھ رہے گا
راہ شہید تری دیکھیں کب آخری سفر کریگا
ہاشم ہو احسان ترا مرا دم دم شکر کرے گا

تاہیں رہی کچی بکلی میں جائے کڑا ھیں وتّی
کیونکہ کہے نہ ساس اسانوں نت آدیں اوت نکھتی
کُڑیاں داج بنائے لیوئی میں چرخے تند نہ گھتّی
ہاشم کونت وساون پیسی میں ہوواں لاکھ کپتّی

چور چرا لیا دل میرا ایس چیٹک چور طوفانی
در در پھراں دیوانی ڈھونڈاں لوک آکھن پھرے دیوانی
جس نوں جا چھپیں سوئی کہسی بھیڑی پھرے خراب دیوانی
ہاشم خوب اساں تال کیتی تیرے عشق اُتوں قربانی

جب لگ سے ملے نہ تینوں جاگہ میں ہیر آہی البیلی
ہن میں چور ہوئی جگ سارے میرا تیں بن ہور نہ بیلی
چا کا چاک میرا دل کر کے ہن مت جا چھوڑ اکیلی
ہاشم دین الاہماں ماپے ہوئی ہیر رانجھن دی چیلی

میں گمراہ ہوئی تو رہ گئی بے گن اور دیوانی
ساس بجائے مجھے گالی دے، مرا پھلے نہ باغ بغیچی
سب نے جہیز بنا لیا، میں نے چرخے تند نہ ڈالی
ہاشم گھر تو بسا نا پڑے کروں لاکھ یہ کھینچا تانی

دل کو چرا کر لے گیا جانی وہ چور بڑا طوفانی
در در اس کو میں ڈھونڈوں مجھے لوگ کہیں دیوانی
جس سے پوچھو یہی کہے گا ہفوہ ہفوہ وہ دیوانی
ہاشم کیا گزری جب ہم نے ترے عشق پہ کی قربانی

جب تک تجھ سے ملی نہ تھی، تھی سب کی ہیر البیلی
اب میں جگ کی چور بنی نہیں تجھ بن میرا بیلی
چاک کیا ہے دل کو چاکا مت جا مجھے چھوڑ اکیلی
اماں باوا مجھے طعنے دیں، ہیر رانجھن کی ہے چیلی

سسّی پلک نہ ہستی رسّی جیہڑی کُٹھی تیغ نظر دی
سُن لوکا کوئی میرا ہوکا میں مُٹھی نیند فجر دی
ہائے میں مرجاندی جمدی کیوں سہندی سول ہجر دی
ہاشم لیکھ سسّی دے آہے ایہو قسمت قلم قہر دی

تن ٹُٹدا من تپدا مائے مینوں اکھیں پیڑ وکھین دی
اِک پل سہن وچھوڑا بھاری کیہی پئی آبان ملن دی
ایہو درد عبادت میری ترسن جلن بلن دی
ہاشم ہوگ قبول تداہیں جد پھر گ ڈیل سجن دی

میوے دار درخت میوے تے جد دل توں حرص گوائی
خاطر اوس پیا اس جھکنا سر بھاری لوٹ اُٹھائی
سرو قبول نہ کیتا میوا اوہنوں حرج مرض نہیں کائی
ہاشم حرص لگا نہ کائی اتے سرو ہوجا اوبھائی

مستی پل بھر ہنسی بسی نہ، وہ تیغ نظر کی ماری
خلقِ خدا، فریاد سنو میں ہوں خوابِ سحر کی ماری
ہجر کے دُکھ کیوں سہتی جنم سمے کر کوچ سواری
ہاشم تھا ازل سے لکھا تھا، کیا کرتی وہ بے چاری

تن ٹوٹے، من تڑپے آنکھیں اس کی دید کو ترسیں
ہجر کا اک اک پل بھاری پیا جان کے دُور رہیں
درد یہی اور یہی عبادت ہم ترسیں اور جلیں
ہاشم ہو منظور عبادت جب پیا خیال کریں

میوے دار درختوں کے نہیں حرص دلوں میں آئے
اس کی خاطر سر پہ کیسے کیسے بوجھ اُٹھائے
سرو کو پھل منظور نہ تھا وہ سر نہ کبھی جھکائے
حرص نہ ہو تو ہاشم تو بھی سرو ایسا ہو جائے

پچھ پچھ پوے نہ بیتیا موُوے اتے پچھ پچھ ہون نہ روگی
لکھیا لیکھ کرے سرگرداں کیا جوگی کیا بھوگی
سو کیس طور بنے سکھیارا جس لیکھ لکھایا سوگی
ہاشم لیکھ بناوے سوگی اتے لیکھ بناوے جوگی

چڑھیا چا پپیہے سن کے اتے ساون دی رُت آئی
ترسن کھین اتے دکھ پاون اُن سکدیاں عمر گنوائی
تیڑے بھال پیا دلبر دی اوہنوں چمکے چمک سوائی
ہاشم کیہہ ایہہ مان ملن دا جس دِسدی پھیر جدائی

ساجن طوق زنجیراں باہجوں جند کرے قید سوائی
جس دے بھاگ نصیبوں جاں سو پیندا نیند پرائی
لکھ لکھ عیب ملن وچ اٹھدے سر تہمت وَیر جدائی
ہاشم عشق خراب کریندا اتے وسدی لاکھ لوکائی

پُوچھ کے آئے خرابی تہ، نہ زخم سے ہو کوئی روگی
صرف نوشتہ کرے پریشاں، کیا جوگی کیا بھوگی
وہ کیسے خوش ہوگا جس کے بخت لکھے ہوں سوگی
ہاشم لکھا بنانے سوگی، لکھا بنائے جوگی

شوق بڑھا پپیہے کا سن ساون کی رُت آئی
ترس ترس کر دُکھ سہہ سہہ کر اس نے عمر گنوائی
پاس پڑوس میں دلبر جانا اور شوق کی لَے بڑھائی
ہاشم مان کیا اس ملنے کا جب پھر سے ہو جدائی

طوق وسلاسل کی نہیں حاجت وہ ایسے کرے اسیر
اس کی نیند پرائی ہے جس کی پھوٹ گئی تقدیر
ملیں تو سو سو تہمت ہے نہ ملیں تو ہجر کے تیر
ہاشم خلقت خوش بستی ہے، عشق کرے دلگیر

سُن جانی تینوں لکھ جانے پر جان نہیں دل جانی
کس توں ہوگ شناس اجیہی جیہڑی ہوگ خراب دیوانی
تیرے شوق پچھے دل میرے سبھ جانی خلق بیگانی
ہاشم وار سُٹی جند میری تیرے عشق اتوں قربانی

جس تے بیٹھ کہاں دُکھ دل دا مینوں گھائل ملے نہ کوئی
جس نوں کوک سوئی آکھے جیہڑی لاہ پرے مکھ لوئی
تیرا حسن میری دلگیری سبھ جگ وچ ظاہر ہوئی
ہاشم ایہہ احسان جانی دا سانوں کت ول ملے نہ ڈھوئی

دل دے کول اکھیں نہیں دسدے بری میت کھڑے دل جانی
آؤ جانی پردیسی پیارے تیرے پل پل دے قربانی
تیں بن دیس اجاڑ دسدا جیہڑا آہا نور نورانی
ہاشم آکھ سجن نوں مل کے میں تدھ دے باجھ دیوانی

لاکھوں تیرے جاننے والے پر کیوں نہیں جانیں جانی
جیسی جاننے والی جانے جو ہوئی خراب دیوانی
تیرے شوقِ محبّت نے سب خلقت کی بیگانی
ہاشم عشق پہ جان بھی وار دی بس دی یہ قربانی

درد کا قصّہ کس سے کہوں نہیں مجھ سا کوئی خراب
جس سے کی فریاد وہ بولا "مکھ سے اتار نقاب"
جگ سب جانے حسن ترا اور میرا حالِ خراب
جانی کا احسان کہ ہم پر بند ہے سکھ کا باب

دل کے قریں پر نظر نہ آئے دور ہے دل کا جانی
آ، پردیسی پیارے آ، میں پل پل دوں قربانی
تجھ بن دیس ہے اُجڑا اُجڑا جو تھا نور نورانی
ہاشم اس سے مل کہ کہتا ہوں تجھ بن میں دیوانی

محنت پھیرے مڑ کجھ ساڈی جے آن ویکھے جِن لائی
جو جو زرد ہویا رنگ میرا مینوں ہسدی ویکھ لوکائی
روشن وانگ محبوباں ناہیں جو قسمت ہوس سوائی
ہاشم شاہ پر سیرت پاوے جِن صورت خاک رُلائی

اکسے تھاؤں نہ وگدیاں ندیاں نہیں اکسے طور لوکائی
اے دل پکڑ دلیری دل دی کر سوچ وچار نہ کائی
رل مل بہن ہمیش نہ رہندا اتے کیوں نت رہگ جدائی
ہاشم فتح آسان تنہاں نوں جنہاں ہمت یار بنائی

رو رو نال پھوہار نیناں دے میں نت لکھاں جھڑ لائی
جا تو مول ناہیں گھٹ پانی ہتھوں غم دی ویل وَدھائی
آتش سوز ہجر دے والی میں چاہاں چپ بجھائی
ہاشم خبر نہیں پھل کیہا ایس ویل لوے رُت آئی

جس نے دَرد دیا وہ دیکھے تو ہم نے کچھ پایا
خلق ہنسی ہے مجھ پر جانے کیسا عذاب ہے آیا
محبوبوں سی تاب نہ ہو پر بخت ہوا اس کا سوایا
خاک میں جس نے صورت کھوئی سیرت کا پھل پایا

بہتے دریا اور زمانہ سدا نہ ایک سے بھاؤ
شکتی من کی قائم رکھو وہم اور خوف نہ کھاؤ
سدا نہ بزمِ وصال رہے تو کیوں رہیں ہجر کے گھاؤ
ہر مشکل آساں ہو گی جب ہمت یار بناؤ

گریہ مسلسل میرا مقدّر، نینوں کی برسات
چاہوں آتشِ ہجر بجھانا ان اشکوں کے ساتھ
لیکن ہو گئی غم کے بوٹوں کی اس سے بہتات
کیا جانوں رُت آئے تو ہاں شم کیا نکلیں گُل پات

وچھڑے یار نہ ہوس اندیشا بھیڑا کھوٹا یارانیتی
مورکھ یار پچھے جل مرنا کن عاشق ایہہ گل کیتی
جن ہتھ نال بے منصف جوڑے ان جد کد کھیل نہ جیتی
ہاشم نیونہہ ٹٹے تس یاروں ایہولا کھ وڈی سکھ بیتی

لوکاں بھانے وستی وسدی اتے سبھ جگ آکھے وسدی
آ وستی تن من دی وستی اتے دل میرے دی وسدی
جس وستی نال وستی ساڈی اس وستی نال نہ وسدی
ہاشم یار ملے وچ بیلے اوہ باغ بہاریں وسدی

سُردی مار رکھی پر سوہنی پر باہجھ مویاں نہیں سُردی
دردی درد فراق رنجانی میں خاک تساڈے دَردی
جردی جان جگر وچ پیڑاں میں وانگ چخاں دے جلدی
بھردی نین تتی نت ہاشم میں باہجھ تساں دکھ بھردی

بچھڑے یار تو ڈر نہیں لیکن بد نیّت نہ ہو یار
کس عاشق نے کہا کہ دے دو جاں پروانہ وار
دشمنِ دل کا ساتھ ہے جس کا اس کو ہار ہی ہار
جان نہ بچے لاکھوں پائیں جب کٹ جائے ایسا یار

جانیں لوگ کہ بستی بسے جگ کہے بسے ہے بستی
بسے جو میرے تن من میں وہی بستی ہے بس بستی
جس بستی سے جیون اپنا نہیں اس سے بستی رستی
ہاشم یار ملے بیلے میں وہاں باغ و بہار کی بستی

سوہنی عاشق برحق لیکن بِن جان دیئے نہیں بنتی
ہیں دردِ ہجراں کی ماری خاک تمہارے در کی
قلب و جگر پہ درد کے چھالے رہوں چتا کی صورت جلتی
کلموہی نت روؤں ہاشم رہوں تجھ بن میں دکھ بھرتی

کاری روگ بیماری بھاری میری کوئی نہ کردا کاری
ہاری عمر جوانی ساری تیری صورت توں بلہاری
ڈاری لوک کہن بیماری بھیڑی کونج پھرے بن ڈاری
واری گھول گھمائی ہاشم میری بات پچھیں اک واری

توڑ زنجیر شریعت نسدا جد رچپدا عشق مجازی
دل نوں چوٹ لگی جس دن دی اساں خوب سکھی رند بازی
بھج بھج روح وڑے بت خانے اتے ظاہر جسم نمازی
ہاشم خوب پڑھایا دل نوں ایس بیٹھ عشق دے قاضی

دلبر دام وچھا زلف دی وچ چوگ حسن دی پائی
ویکھ خوراک جناور دل دا اوہ جا پیا وچ پھاہی
ہے کت حال غریب بچارا مڑ دل دی خبر نہ آئی
ہاشم مڑن محال تنہاں توں جنہاں نوں سر بازی لائی

چارہ گری کوئی کر نہ سکے میرا روگ ہے ایسا کاری
ساری عمر جوانی ساری تری صورت سے بلہاری
خلق کہے یہ ڈار سے بچھڑی بھاگ میں اس کے خواری
تن من وار دوں ہاشم پوچھے حال اگر اک باری

شرع شریعت چھوڑ کے بھاگے جب آئے عشق مجازی
دل کو چوٹ لگی تو سیکھی ہم نے بھی رند بازی
بُت خانوں کو روح دوڑے ہے ظاہر جسم نمازی
کیسا سبق پڑھایا دل کو ہاشم عشق کے قاضی

زلف اور حسن کا دام اور دانہ اس نے یوں بکھرایا
طائرِ دل اس رزق پہ جھپٹا زیرِ دام وہ آیا
تب سے اس کی خبر نہیں کیا اس پہ عذاب آیا
اس کا مرنا محال ہے جس نے جان کا داؤ لگایا

چاکا وے مت چاکاں والی تیری ویکھ لئی چترائی
ایہو عشق کماون سکھیوں اتوں رنگ بھبوت لگائی
آ ایہہ نامراداں والی تینوں کن ایہہ چال سکھائی
ہاشم آکھ رانجھن نوں مل کے ہیں واری گھول گھمائی

اج اس رزق بھلے چھب بانکی تینوں آکھن لوک اتاری
جے سر درد ہووے جگ سارا تیری آن کرے دلداری
اے دل جان نہ بن اینویں تیری ترسی کارگزاری
ہاشم ہوگ خواری بھلکے توں نہ کر حرص پیاری

بوٹے سیب انار لگائے کر منصف لوک گواہی
آئی جدوں بہار پھلاں دی تاں پھل ہوئے سک کاہی
کھاہدی داکھ ڈھٹی کنڈ یاری جدھی ذرا امید نہ آہی
ہاشم ویکھ خیال رباتے لتے اس دی بے پرواہی

تیری عقل بھی دیکھ لی میں نے وہی چپ کمروالی بات
انگ بھبھوت لگا کر جانے یہی ہے عشق کی ذات
کس سے سیکھی نومیدی کی چال میں پوچھوں بات
ہاشم کہہ رانجھن سے جا میری جان ہے اسکے ساتھ

لوگ کہیں اوتار تجھے ترے رزق کی چھب ہے نیاری
چھینک آئے تو خلق خدا تری کرتی ہے دلداری
یوں منظور نہ ہو گی مان لے اے دل' کار گزاری
حرص عزیز نہ جان وگرنہ ھاشم ہو گی خواری

سب کے سامنے ہم نے لگائے بوٹے سیب انار
یارو پھل ہی جل گئے سب جب آئی فصل بہار
اُس جھاڑی انگور لگے جسے کہتے ہیں کنڈیار
ہاشم بے پرواہی اس کی نہیں سمجھ میں آون ہار

کر کر سمجھ رہیا وچ حیرت مینوں دل دا بھیت نہ آوے
کدی تاں تخت بہے بن حاکم اتے کدی کنگال کہاوے
کدی بخت بیدار ہووے خود حسبوں اتے سبھ کجھ خیال بھلاوے
دیگر کون کہے میں ہاشم جھیڑا روز دوکان چلاوے

زحمت تاپ سراپوں بچدا اتے ظالم ڈاہ متراں دے
دارو باجھ دیدار جانی دے اساں بہت ڈٹھے مرجاندے
پلک دیدار نہ حاصل ہووے تاں پچھے مردے مریاں دے
ہاشم شاہ شہید نیناں دے سوئی ہون نصیب جنہاں دے

دلبر یار کیہی تدھ کیتی میرے سانس لباں پر آئے
ظاہر کراں ہووے جگ سوا اتے ہو یا خاموش نہ جائے
میں کر شرم وٹاں وچ ویہڑے اتے بر ہوں ڈھول وجائے
ہاشم فیل وڑے جس ویہڑے بھلا کچرک کوئی لکائے

سوچ سوچ کے حیرت بڑھ گئی، یہ بھید سمجھ میں نہ آئے
حاکم بن کبھی تخت پہ بیٹھے کبھی خود کنگلا کہلائے
بخت عروج پہ لے جائے کبھی خاک میں آن ملائے
ھاشم اس بن کون ہے جو یہ سنسار چلائے

تاپ سراپ سے بچ جائیں پر عشق کا ظالم روگ
دید دوا نہیں ملی تو مرتے دیکھے لاکھوں لوگ
پل بھر جھلک نہ دیکھی پڑے بے گور و کفن وہ لوگ
ان نینوں کے مارے ہاشم انہیں ملا شہادت جوگ

جانِ جہاں کیا تم نے کیا مرے سانس لبوں پہ آئے
بولوں تو رسوائی ہے اپنی چپ بھی رہا نہ جائے
شرم کی ماری پکڑوں گوشہ برہا ڈھول بجائے
ہاشم صحن میں ہاتھی ہو تو کب تک کوئی چھپائے

ایت سرائے مسافر خانے کئی آ وو مسافر رہندے
رات رہے کوئی اک پل ٹھہرے پر ہوش آئی اُٹھ وہندے
آون نال ہولاس حسن دے اتے جاندے نی دل ڈھیندے
ہاشم سمجھ وہار قدیمی اسیں کاس پچھے دُکھ سہندے

جان جہان دوہیں دم کوئی اتے حرص ہزار بکھیڑے
مارن راہ سدا دن راتیں اتے فوج رہے نت نیڑے
ثابت جان محال دسیوے اسیں آن مسافر گھیرے
ہاشم آپ کر گ سوئی ہوسی ہور وس نہیں کجھ میرے

حاکم حکم نصیبوں کردا پر لشکر پاس کھڑوے
گھائل عشق دلاں نوں کردا پر تیں وسیلہ ہووے
ہے تقدیر ولوں سبھ لکھیا پر بن اسباب نہ ہووے
ہاشم باہجھ تلے نہیں بیڑی اتے پاس ندی بہ روے

آئیں مسافر جائیں مسافر، جگ ہے مسافر خانہ
رات رہے کوئی اِک پل ٹھہرے ہوش آئے اُٹھ جانا
آئیں حسن کی چاہت لئے جائیں لے دل کا ویرانہ
ہاشم ریت قدیمی ہے کس خاطر دُکھ یہ اٹھانا

جان، جہان کوئی پل دونوں حرص کے لاکھوں ڈیرے
راہ زنوں کے لشکر ماریں رستے میرے تیرے
جان کا بچنا محال ہوا یوں، ہم سے مسافر گھیرے
جو چاہے وہی ہوگا ہاشم کچھ بھی نہیں بس میرے

حاکم حکم کرے قسمت سے پر لشکر رہیں تیار
آنکھیں نہیں وسیلہ دل کو، عشق کرے بیمار
لکھا ہے تقدیر میں لیکن بنے سبب ہر بار
پاس ندی کے روئے ہاشم نہیں ہے کھیون ہار

وگ واتے پر سوا رتھ بھریئے تُوں جائیں تخت ہزارے
آکھیں یار رانجھن نوں مل کے اسیں توں کیوں منوں وسارے
بس ہن نیوں نہ کمائیو ئی ایہو چار آہا دن چار ے
ہاشم ایس محبّت بدلے سانوں خوار کیتا جگ سارے

چوچک باپ الاہمیوں ڈر کے اسیں شہروں مار کھدیڑے
بے اعتبار ہوئے جگ سارے ہن کہن وساہ نہ کھیڑے
ترسن نین رانجھنا تینوں اسیں کیوں مدھ یار سہیڑے
ہاشم کون دلاں دیاں جانے میرا صاحب نیاں نبیڑے

کافر نین بھرے دل ڈنگن جیہڑے دِسن بال ایانے
چال چڑھن کرن نت شوخی اتے سودا کرن دھگانے
ہانسی پا دتی گل پھانسی ہن روندی وقت وہانے
ہاشم دیکھ اَدھین نیناں نوں کوئی جانے بہت نمانے

بادِ صبا میری منت زاری جا نا تخت ہزارے
کہنا رانجھن سے کیوں تُو نے ہم سے دل سے اتارے
بس یہی چار دنوں کا عشق تھا تیرا، یار پیارے
ہاشم عشق کی خاطر ہم تو خوار ہوئے جگ سارے

چوچک باپ نے جگ سے ڈر کر دے دیا شہر نکالا
بے اعتباری جگ میں بڑھی کھیڑوں نے بیر نکالا
رانجھن، نین تجھے ترسیں کیوں تجھ سے عشق ہے پالا
ہاشم کون دلوں کی جانے کرے عدل بس اوپر والا

کافر نین وہ بھولے بھالے پھریں دلوں کو ڈستے
جبراً دل کا سودا کرلیں نت نت شوخی کر کے
ہنسی گلے میں پھانسی بن گئی، رو رو وقت گزارے
ہاشم دیکھ وہ نیناں کیسے لگیں فقیر نمانے

میں وچ دوس نہیں کوئی مولوں مینوں لکھیا لیکھ بھلاوے
جس توں نفر کیتا تقدیروں اوہنوں صاحب کون بناوے
میں گڈی آں ہتھ ڈور کھڈاری مینوں خواہش نال بھراوے
ہاشم نرد ہووے جت پاسے اوہنوں پرت پچھے دس آوے

میں وچ تیں وچ صاحب میرے مینوں فرق ایہو دس آوے
کراں گناہ کروڑ ہمیشاں مینوں ذرا حیا نہ آوے
بھی دُرکار نہ سُٹدا در توں اُتے پاپ عیب چھپاوے
ہاشم ویکھ چھنار سہاگن اوہدا پاپ سبھی چھپ جاوے

دام زُلف وچ ہیرے موتی جدا الٹ الٹ وچ دھردے
ہنس ہاتھ چھپیاں کر چھپدے اُتے ٹپک ٹپک سِر مردے
گھتن قوم گھائل دل دردی نِت سہن سول دلبر دے
ویکھو ویکھ ہاشم مشتاقاں سو بنے قدر نہیں پھر کردے

مجھ میں دوش نہیں ہے کوئی بس بخت ہی روپ بنائے
جس کا مقدر بد اپنا اسے صاحب کون بنائے
میں ہوں پتنگ اور ڈور اس ہاتھ میں من مرضی سے پر اُڑائے
ہاشم پلٹ پڑے جب نرد تو تب ہی سمجھ میں آئے

مجھ میں تجھ میں صاحب میرے فرق کہاں پہ آئے
کروں گناہ میں لاکھ کروڑ اور شرم نہ ہرگز آئے
پھر بھی وہ دھتکارے نہ در سے میرے عیب چھُپائے
ہاشم کیا چھنال سہاگن پاپ اس کا چھپ جائے

زُلف کے دام میں ہیرے موتی اس صورت سے سجائیں
ایک نگاہ میں ہنس پھنسیں اور پنک کے سر مر جائیں
دردمندوں کو گھائل کر کے نت نت دُکھ پہنچائیں
ہاشم ایسے مشتاقوں کی قدر بھی کچھ نہ پائیں

دلبر ویکھ رہیا وچ شیشے اوہنوں صورت نظر نہ آوے
پانی دے وچ سہی نہ ہووے جد آئینہ عکس ملاوے
دیپک کول چخا دے دھریا اوہدی چمک چمک مل جاوے
ہاشم آپ ہووے لکھ شیشہ اوہنوں شیشہ کون وکھاوے

ہر ہر پوست دے وچ دوست اوہ دوست روپ وٹاوے
دوست تک نہ پہنچے کوئی ایہہ پوست چا بھلاوے
دوست خاص پچھانے تائیں جد پوست خاک رُلاوے
ہاشم شاہ جد دوست پاوے تد پوست ول کد جاوے

دلبر یار کیہے دن آئے جد ہس ہس لے گل ملدے
جو جو بے پرواہی کردا اسانوں تُحاہ لگن تل تل دے
تسبیح ویکھ نہیں ہتھ ساڈے اساں داغ رکھے گن دل دے
ہاشم دھوون بہت اوکھیرا ایہ داغ نہ دل توں ہلدے

دلبر دیکھے شیشے میں اسے صورت نظر نہ آئے
پانی میں کیا روشن ہو جب عکس اس کا آ جائے
دیا الاؤ پاس چلے تو لَو لَو میں مل جائے
ہاشم خود کوتی لاکھ ہو شیشہ اسے شیشہ کون دکھائے

ہر تن میں اک یار ہے وہ یار ہی رُوپ بنائے
یار سے یار نہ مل پائے تن ایسی راہ بتلائے
یار کو تب پہچان لے جب تن مٹی میں مل جائے
ہاشم شاہ جب یار ملے پھر تن جانب کون آئے

دلبر یار وہ دن کب آئیں جب ہنس ہنس ہم سے ملے
طرزِ تغافل کیا کیا ہے دُکھ پل پل ہم کو کھائے
یہ تسبیح کے دانے نہیں یہ داغ ہیں میرے دل کے
ہاشم کیا کیا جتن کیا نہیں دھلتے داغ یہ دل کے

گھڑی رات ہتھ چھپ جاوے اتے آن پوے جم سر کے
بجلی چمک چمک من پاوے اتے برف سار مکھ کر کے
خونی تیغ تیز چل ندیاں اوتھے وڑن شیر دل ڈر کے
پریت ریت ایسی کر ہاشم سوہنی پھیر جائے نیں تر کے

دن وچ لاکھ کروڑ چلاون اوہناں ترکش تیر نہ مکدے
خونی ذات محبوب سپاہی جیہڑے چھٹوں مول نہ اکدے
عاشق جان تلی پر دھر کے پیر پچھانہہ نہ چکدے
ہاشم پھیر لین پر عاشق سوہنے رہن ہمیشہ لکدے

صدق ملاح سمندر تارے جیتھے پنچھی پار نہ ہووے
جس جا تھاؤں مکان نہ رب دا تس جا حضور کھلووے
اوڑک مل پوے جیہڑا موتی نت مژگاں نال پرووے
ہاشم تاہنگ ہووے جس دل دی اوہدی جد کد حاصل ہووے

گہری کالی رات ہے ظالم سر پر موت آجاوے
ٹھنڈے یخ موسم میں بجلی چمک کے ڈراوے
ایسی خونیں تیز ندی جسے دیکھ شیر گھبرائے
ہاشم پریت یہ ہے سوہنی یہی ندی چیر کے جائے

تیر نہ کم ہوں ترکش سے چاہے دن میں لاکھ چلائیں
ایسے تیر انداز نشانے کبھی نہ غلط لگائیں
جان تلی پر رکھ کر عاشق آئیں، کبھی نہ جائیں
ہاشم دلبر پھر بھی عاشق سے مکھ اپنا چھپائیں

صدق سمندر پار اتارے جہاں پنچھی پار نہ ہو
جہاں نہ رب کا تھان مکان گئے اس کے حضور کھڑو
جو ہاتھ آئے مژگاں میں وہ موتی لے پرو
ہاشم دل کو طلب ہو تو ہر صورت حاصل ہو

جس دا درد تسے ہتھ دارو ہور کون طبیب گنواوے
کوک دلا کوئی کوک تھہردی مت صاحب جے سن پاوے
مدتاں گزر گئیاں مکھ ڈٹھیاں میرا دلبر نظر نہ آوے
ہاشم ہوگ کوئی دن ایسا میرا دلبر لئے کلاوے

کس کس طرف نہیں دل پھردا اتے کیہہ کجھ زور نہ لاوے
پل وچ لاکھ کروڑ دلیلاں اک ڈھاوے ہور لیاوے
پر تقدیر ہووے جد اُلٹی اتے کوئی پیش نہ جاوے
ہاشم نال حمایت ازلی ہر اک چتر کہاوے

دلبر یار مہورت کرے اج نال اساں مکھ ہس کے
بجلی روز نا ہیں جھڑ ہووے اتے میگھ سمے وچ لشکے
جاں مڑ پھیر جوانی آوے اتے جیوے من وس کے
ہاشم جان غنیمت ملنا ہل نال اساں ہس ہس کے

جس کا درد دوا بھی وہی کیوں اور طبیب بلائے
کر فریاد کچھ ایسی شاید رب صاحب سُن پائے
مُدتیں گذریں اس کو دیکھے دلدار نظر نہ آئے
ہاشم کاش وہ دن آئے جب دلبر گلے لگائے

کیا کیا ہے جو دل نے نہ سوچا کیا کیا زور لگائے
پل میں لاکھ کروڑ دلیلیں اک ڈھائے ایک بنائے
لیکن اُلٹی ہو تقدیر تو کوئی پیش نہ جائے
ہاشم ہو تقدیر کا ساتھ تبھی عاقل کہلائے

بسم اللہ کر آج اے دوست تو ہم سے بول رے ہنس کے
رو نہ بادل رو نہ بجلی بس میگھ مینہ چمکے
ل اور جان جوانی پلٹی، جی من کے پیارے گوشے
ہاشم جان غنیمت ہنس کر ملنا ہم لوگوں سے

اک بہہ کول خوشامد کردے پر غرضی ہوون کمینے
اک بے پرواہ نہ پاس کھڑووں پر ہووون یار نگینے
کونجاں وانگ ہزار کوہاں تے اوہناں شوق وکھو کھد سینے
ہاشم ساجن کول ہمیشہ بھاویں وچھڑے ہوون مہینے

جیو جانی تن من وچ جانی مینوں سبھ جانی دس آوے
ہر دم ورد زبان جانی دا ہور سخن کلام نہ بھاوے
پر جانی بن ظاہر ملیاں اوہناں اکھیاں چین نہ آوے
ہاشم آکھ دماں دیاں رٹھیاں پر کون گلیں پرچاوے

صاحب درد ہمیشہ دردی جنہاں نوں روگ لگے نت لگرے
ساجن ہون طبیب دکھاں دے جیہڑے روگ گواون سگرے
پر ایہہ نین جویں جیئوں ویکھن بھیڑے تیئوں تیئوں ہوون بے صبرے
ہاشم نین ہمیشہ آزادی جیہڑے پئے انت وچ قبرے

پاس بیٹھ اک کریں خوشامد مطلبی اور کمینے
بے پرواہ اک پاس نہ آئیں پر ہوں یار نگینے
رہیں وہ سو ہزار کوس پر گونج سا شوق ہو سینے
ہاشم ساجن پاس ہمیشہ خواہ ملے نہ لاکھ مہینے

تن من میں جو بسا ہے جانی ہر سو نظر وہ آئے
وردِ زباں ہے نام اُس کا کوئی اور کلام نہ بھائے
جان سبھی پر بن دیکھے آنکھوں کو چین نہ آئے
ہاشم سودا موت وحیات کا باتوں سے کیا پرچائے

درد مندوں کا درد سے رشتہ رہیں درد انہی کے وار
نئے پرانے روگ مٹائے کرے چارہ گری دلدار
پر یہ نین جب اس کو دیکھیں کھوئیں سارا صبر قرار
ہاشم بس وہی دُکھ سے چھوٹے جنہیں قبر میں دیا اتار

تاں جانے دل ہارے جانی جد جان جانی دل ہارے
حکمت جان سپاہی والی جو آپ مرے سوئی مارے
کس نوں پار کرے من تارو جیہڑا آپ تمے سوئی تارے
ہاشم ویل قدیم کمینہ اساں جا جچ ڈٹھا دن چارے

سیّو نی مغرور نہ ہوئیو تُساں کیوں گھر بار بھُلائے
پاۓ لاڈ لڈاون سانوں پہ کارن دین پرائے
ایہو چھوڑ گیاں کل ویہڑا جنہاں جا گھر ہور بنائے
ہاشم جان ڈھونڈاوُ ساڈی کوئی اَج آئے کل آئے

جس نوں طلب ہووے جس ڈِل دی نہیں ہٹدا لاکھ ہٹائیے
تسدے بابجھ نہ ہوس تسلّی بھانویں سو کر گیان سُنائیے
مجنوں بابجھ لیلیٰ خوش ناہیں بھانویں رب نوں جا ملائیے
ہاشم جان مراد عاشق دی اوہنوں اکھیں یار وکھائیے

دل جانے دلدار اسی کو جو اپنا من بھی ہارے
دے دلیل سپاہی والی جو خود مرے سو مارے
جو تیرے سو پار اُترے منتار و نہ پار اُتارے
وقت کو اتری دشمن دیکھا دن چار جو ہم نے گزارے

سُنو ری سہیلیو نہیں گھمنڈ تو کیوں گھر بار بھلائے
جھُوٹے جھُلائیں، لاڈ کریں ہمیں، جانیں مال پرائے
اس گھر سے جو گئیں انہوں نے جا گھر نئے بسائے
ہاشم کس کو ثبات جہاں میں آج چلے کل آئے

جس کی طلب ہو دل نہ ہٹے چاہے لاکھ جتن سے ہٹائیں
اُس بِن کیسے تسلّی ہو چاہے لاکھ گیان سنائیں
غیر از لیلیٰ مجنوں خوش نہیں، چاہے رب سے ملائیں
ہاشم اپنی مراد اتنی: ان آنکھوں کو یار دکھائیں

میگھولیا ویں بھاگی بھریا تدھ اوہ بجڑ دیس وسائے
پھلکے پھیر کریں جھڑ اینویں میرا پیا پردیس نہ جائے
کیہہ اسباب اجیہے ملن توں کوئی قسمت آن ملاوے
ہاشم جان ملن دا لاہا پھیر وچھڑے کون ملائے

بید کتاب پڑھن چترائی اتے جپ تپ سادھ بناوے
بھگوے بھیس کرن کس کارن اوہ من دا کھوٹ گواوے
مورکھ جا وڑے اس ویہڑے اتے اوکھد جنم گواوے
ہاشم دکھ نصیب جنہاں دے سوئی درد منداں نوں آوے

کون قبول خرابی کردا پر لیکھ خراب کراوے
کس دا جیو نہ راج کرندا پر قسمت بھیکھ منگاوے
اپنے ہاتھ نہ سول سہی دی پر سولی لیکھ سہاوے
خوش ہو ویکھ صبر کر ہاشم تینوں جو کجھ لیکھ وکھاوے

پھر برسا ہے ابرِ کرم جس اجڑے دیس بسائے
کل پھر ہو برسات ایسی میرا پی پردیس نہ جائے
اس کا ملن کوئی ٹھیک نہیں بس قسمت آن ملائے
ہاشم وصل کا قرض اُترے پھر بچھڑے کون ملائے

پڑھیں کتاب چالاک سیانے جب تپ سادھ بنائے
بھگوا کر کے بھیس وہ اپنے من کا کھوٹ چھپائے
دل ناداں ان میں پھنس جائے اپنا جنم گنوائے
ہاشم دردمندوں کے آخر دردمند کام آئے

کون اپنی بربادی چاہے پر بخت تباہ کرائے
ہر کوئی چاہے راج کرے پر بخت فقیر بنائے
نہ کوئی مول خریدے پھانسی پر قسمت دار چڑھائے
ہاشم خوش تقدیر پہ ہو وہ جو جو رُوپ دکھائے

جیوں جیوں بجلیں چوفیرے بھرڑے اتے زور پیا جگ لاوے
تیوں تیوں وردھ ہووے تت بختیہ اوہنوں اوکھد وانگ سکاوے
تیرا درد میرے وچ سینے میری جند جاوے تد جاوے
ہاشم ملن حرام تنہاں نوں جیہڑا دُکھ تیرے دُکھ پاوے

وارث بن بیٹھے جو آپے اتے ایس سہاوے گھر دے
اوڑک دیس نکالا ملیا گئے ہاتھ متھے پر دھر دے
سنبھل سیس گنداویں مویئے کوئی پرتیت نہیں اس ور دے
ہاشم ہوئی سہاگن ورلی اتے تان رہے سبھ کر دے

دلبر یار فراق دے میرے وگدے نین پھوارے
دل دا خون وگے وچ رلیا جیہڑے چمکن سرخ ستارے
آتش باز پریم بنائے پھلجھڑیاں نین بے چارے
ہاشم خوب تماشا بنیا ہن لائق یار پیارے

گھیرا کہیں کمینے تنگ اور دنیا زور لگائے
تب تب دل کا درد بڑھے اور پختہ ہوتا جائے
سوزِ محبت ایسا ہے بن جان لئے نہیں جائے
ہاشم ان سے ملیں نہ، جن کو درد ترا راس آئے

جو مہمان تھے اس گھر میں وہ وارث بن کر بیٹھے
دیس نکالا ملا تو گھر سے نکلے ہاتھ وہ ملتے
بال سنوار سنبھل کر مُورکھ نہیں ایک سے رنگ اس دَر کے
کوئی ہوئی سہاگن ہاشم گو زور سبھی نے لگائے

تیرے ہجر میں نینوں سے کیا کیا پھُوٹے فوارے
دل کا خون ملا جب ان میں چمکے سُرخ ستارے
ایسا آتش باز بنائے پھُلجھڑیاں نین ہمارے
ہاشم اس کے لائقِ دید تماشا بنا ہے پیارے

وارثاں میں "میں" ہن لوکا جنہاں رانجھن کھڑیا بیلے
ندیاں نالے تے بشیرُ کالے اتے بیلے شیر بگھیلے
اکھیں یار دسے گھر آوے بھیڑی رات پوگ کس ویلے
ہاشم مان حیاتی میری رب چاک سلامت میلے

ندیاں تیر رہن نت تارو اوہ کدی نہ ہوون ہلکے
جو جل اج گئے اس راہیں اوہ پھیر نہ آون بھلکے
اینویں رنگ جہان وسیندا پھیرا اسیں نہ بہساں رَل کے
ہاشم کون کرگ دلبریاں ایس خاک مٹی وِچ رُل کے

اے گل میت نہ جان کسے نوں جہیڑا وکھین آن کھلووے
اپنی غرض سبھی جگ پیاری سبھ توڑ لیاں خوش ہووے
ہے اک درد تیرا بُلبُل نوں جیہڑی ہجر تیرے بہہ روے
ہاشم درد ہووے جس تن نوں سوئی نال تیرے بہہ روے

واروں ان بدبختوں کو جو رانجھن لے گئے بیلے
ندیاں نالے کالے ناگ جہاں ہیں شیر بگھیلے
شام آئے وہ آئے دیکھوں جس کارن دکھ جھیلے
میری عمر بھی اسے لگے، ربّ اس کو سلامت میلے

ندیاں سدا بہیں گی پیارے دریا کم نہیں ہوں گے
جو جو ریلے اب گزرے ہیں پھر وہ بھم نہیں ہوں گے
یہ دنیا آباد رہے گی لیکن ہم نہیں ہوں گے
خاک ہوئے تو ناز و ادا سب پھر ہاؔشم نہیں ہونگے

اے گُل میت نہ جان اسے جو پاس آئے اور دیکھے
غرض کی بندی ساری دُنیا توڑ تجھے لے جائے
اِک بُلبُل ترا درد جو جانے ترے فراق میں روئے
ایک ساجن کا درد ہو ہاؔشم، سمجھیں دَرد پرائے

عشقا لکھا او گن وچ تیرے کوئی اک دو چار نہ پائے
اک گُن ہے ایسا وچ تیرے جن سبھ ایہہ عیب چھپائے
جتوں دھیان کریں نہیں ہٹدا ابن مطلب سر پہنچائے
ہاشم ایس تیچھے دل گھائل تیرے ہو غلام وکائے

مجنوں ہو بہاں دن اکسے جے یار لیلیٰ ہتھ آوے
کامل یار سے صدق عاشق نوں اوہ صادق چا بناوے
ناقص طبع محبوب جے ہووے کیہہ عاشق عشق کماوے
ہاشم عاشق ہون سکھالا پر ہویا محبوب نہ جاوے

اَے گل میت نہیں ایہہ بوٹا توں نہ کر لاڈ اویہے
ایہہ کیپٹی سک گیا نہ مولے کئی توڑ لئے تدھ جیہے
رو پیارے بلبل گل مل کے کد ملسن یار اجیہے
ہاشم شاہ اشراف کمینہ کو ات بدھ آن دسیوے

اِک دو چار کی بات نہیں سو عیب ہیں تم میں پائے
عشق میں اک گُن ایسا جس نے سب یہ عیب چھپائے
جس کا دھیان ہو اس کی خاطر مٹی میں مل جائے
اس گُن کے ہم قائل ہاشم بر دے بن کر آئے

اِک دم مجنوں بن کے رہوں گر لیلیٰ ہاتھ آ جائے
کامل یار ادھورے عشق کو صدق صفا سکھائے
ہو محبوب ہی ناقص تو کیا عاشق عشق کمائے
عاشق بننا سہل ہوا محبوب بنا نہیں جائے

اے گُل میت نہیں یہ بوٹا لاڈ نہ اس سے کیجے
تجھ سے پہلے جو گُل ٹوٹے یہ جل نہ گیا کیوں غم سے
بُلبُل کے سنگ رولے پیارے ملیں نہ دلبر ایسے
کون اشراف ہے کون کمینہ؟ اس پل جانا جائے

یا کر ہار سنگھار پیارے سبھ ناز نیاز زنانے
یا بن مرد فتح کر دشمن گھت سر وچ خاک میدانے
یا کر صبر فقیری پھڑ کے چھڈ حرص ہوا جہانے
ہاشم کیہہ خوش ہون پیارے بھلا ہٹ وکھ بیگانے

دل سوئی جو سوز سجن دے نت خون جگر دا پیوے
نین سوئی جو آس درس دی نت رہن ہمیشہ کھیوے
دل بیدرد بیا دیں بھر یا شا ہلا اوہ ہر کسے نہ تھیوے
ہاشم سو دل جان رنگیلا جیہڑا وکھ دلاں ڈل جیوے

نہ کجھ مِتّھی نہ مِتّھدے ٹریا اسیں ٹور دتے ٹر آئے
بتیں جوگ نہ مِتّھ کے بیتے ان آپے چا بتائے
کجھ معلوم نہیں ایہہ حکمت مڑ کتول ٹورے جائے
ہاشم آپ کرے سبھ کاراں وچ حکمت اسیں تبائے

عشوہ و ناز نہ نا نہ دکھا اور کرے بار سنگھار
یا بن مردِ میداں، خاک بسر ہو دشمن مار
یا پھر صبر فقیری کر، کر ترک جہاں اک بار
جرأت و ہمتِ بیگانہ سے پڑے نہ دل کو قرار

دل وہی سوزِ محبّت میں جو خونِ جگر پیتا ہے
نین وہی جو درشن پیا سے جاگے روزِ ازل سے
درد سے گھائل ایسے دل رب کرے نہ ہوں کسی کے
ہاشم دل وہی دل ہے پیارے جو دیکھ دلوں کو جیسے

نہ مرضی منصوبہ اس نے بھیجا اور ہم آئے
جو بیتے سو سمجھ نہ آئے آپ ہی وہ بتائے
کیا معلوم رضا ہے اس کی کس جانب لے جائے
جو چاہے سو آپ کرے بس پردہ ہمیں بنائے

دوزخ دے دل نال یاراں دے خوش ہو کر پگ دھریئے
جمل بہشت ملے بن یاراں اتے ذرا قبول نہ کریئے
جو دم دور یاراں توں ہووے اوہ دوزخ دے دم بھریئے
ہاشم ساتھ یاراں دے کریئے خواہ تریئے خواہ مریئے

ٹٹا مان پئے پر ملکیں رب سٹے دور ڈرا ڈے
قسمت خیال پئی بن دشمن ہن کیہہ وس یار اساڈے
دلبر یار دسایں ناہیں اسیں جت کت حال تساڈے
عاجز لوک نمانے ہاشم نہیں شرکت نال خدا دے

دل نوں بان پیا اک مائے مینوں ظاہر مول نہ ہووے
آپے بال چخا وچ جلدا پر سیک لگے بہہ رووے
چھڈدا بان نہ جل بل مردا میری جان خلاصی ہووے
ہاشم حال تتی دا جانے جیہڑا نال نہو مکھ دھووے

یاروں کے سنگ دوزخ ملے تو خوش خوش چلتے جائیں
یار نہ ہوں سنگ جنت مل جائے کبھی نہ اس میں جائیں
دلبر دُور رہیں تو شعلے دوزخ کے لہرائیں
سنگ رہے یاروں کا اتریں پار کہ ڈوب ہی جائیں

ٹوٹا مان، بچھڑ گئے اس سے دُور پڑے ہیں جائے
جب تقدیر ہی دُشمن ہو، کچھ ہم سے کہا نہ جائے
دلبر بھول نہ جانا، ہمیں ہر حال تری یاد آئے
ہاشم ہم عاجز بندے ہیں، رب سے لڑا نہ جائے

اماں رہی پھر دل تڑپا ہے ظاہر کچھ بھی نہ ہووے
خود ہی چتا جلائے، جلے، تو خود ہی بیٹھ کے روئے
نہ جل مرے نہ ضد چھوڑے، مری جان خلاصی ہووے
جنم جلی کا حال وہ جانے جو منہ جا لہو سے دھوئے

دلبر یار سنگھار رنگیلا مست باجھ ویکھ اساڈے
دل بند ہویا نت ملن تینہاں اتے برہوں مگر پیادے
درد فراق تساڈے والا ایہو ہویا نصیب اساڈے
ہاشم ویکھ وظیفہ آہیں پر خاطر یار تساڈے

برہوں دُور اُزاری کیتے اسیں پریم چخا وچ پا کے
افلاطون نہ سمجھے ویدن جے نبض پھڑے ہتھ پا کے
مجنوں ویکھ حوالت میری اوہ رون بہے گل لا کے
ہاشم حال سجن نوں ساڈا بھلا کون کہے سمجھا کے

تن دی چخا بناوے دیپک تاں آن جلن پروانے
بھانبڑ ہور ہزاراں دسدے پر اوس پتنگ دیوانے
اپنا آپ بناوے کولے سو کرے کباب بیگانے
ہاشم راہ دلاں دے دل وچ ہور جادو سحر بہانے

دلبر یار نہ رنگ رنگیلا دیکھ لباس ہمارا
تیرے ہجر میں دل پر غم نے کیا کیا تیر نہ مارا
تیرے فراق کی دولت مل گئی یہی نصیب ہمارا
ہاشم آہیں ورد وظیفہ بن گیا نام تمہارا

پریم کی آگ میں جلے کچھ ایسے، ایسے روگ لگائے
افلاطون سے چارہ گر بھی مرض سمجھ نہیں پائے
میرے حال کو دیکھ کے مجنوں روئے گلے لگائے
ہاشم میرا حال بھلا کون اس کو جا سمجھائے

شمع سراپا چتا بنے تو آن جلیں پروانے
شعلے اور ہزاروں ہیں نہ جلیں وہاں دیوانے
جو خود جل کر کوئلہ ہو وہی اور کرے مستانے
ھاشم دل کو راہ دوں سے باقی سحر بہانے

دل وچ صبر حیا نہ مائے وبنج کھڑیا ہوتاں چھل کے
بالن بدن ولیلاں آتش اوہ ٹھا ہنڈ ڈھٹی بل بل کے
متراں ویکھ کیتی مترائی اج نال بلوچاں رل کے
ہاشم جاہگ سستی دی بتپا جو مرگ تھلاں وچ چل کے

ہاشم نام رکھایا اس نے اک دمڑی پاس نہ جس دے
عاجز حال احوال نہ کوئی کیہہ وصف سنایئے تس دے
تن پنجرا دل گھائل زخمی اتے نین بھرے نت وسدے
پر ہاشم نوں حشمت ایہو ہور کرم وڈائے کس دے

رانجھا ہیر تے رب کرجاتا لوک دے نصیحت تھکے
آوا درو چکیٹے آکھن میںنوں خویش قبیلا سکے
کھیہ تخت ہزارہ مائے لوک ٹرٹر جاون مکے
ہاشم آکھ ہٹاؤ نہ سانوں اگے ملن چوچھیریوں دھکے

کر کے دھوکہ لے گئے اُس کو دل کو نہیں قرار
سوچ نے تن من پھونک دیا گئی شرم حیا اک بار
مل گئے اپنے بلوچوں سنگ اور کر دیا مجھ پہ وار
ہاشم سسّی اس کارن گئی تھل میں جان کو ہار

ہاشم نام رکھا یا اس نے نہیں دمڑی جس کے پاس
حال احوال نہ اس عاجز کا، وصف نہ فخر لباس
تن ڈھانچہ، دل گھائل، آنکھیں نم اور سدا اداس
یہی ہے حشمت یہی ہے دولت ہاشم تیرے پاس

ہیر نے رانجھا رب بنایا اسے سب سمجھا کر تھکے
چاکر وجہ مصائب ہے، کہیں خویش، قبیلہ، سکے
کعبہ میرا تخت ہزارہ، جائے ساری دُنیا مکّے
ہاشم اس سے ہٹے تو ملیں گے چار طرف سے دھکّے

مر مر لاکھ گئے نہیں سمجھے وچ جھنگ سیال ثبیتے

ہیر جہان سوئی جگ جانے جد بنے انا تھ چکیتے

پارس عشق جنہاں نوں ملیا اوہدی ذات شکل سبھ بیتے

ہاشم ہیر بنی جگ ماتا بھلا کون کنگال جٹیٹے

پہلاں عشق گیا جس ویہڑے اوہدی سبھ جڑھ مول گواوے

جیوں باغبان سٹے کٹ بوٹا اتے بھی سردار لگاوے

قسمت نال ہووے مڑ ہریا نہیں مول سکے جڑھ پاوے

ہاشم راہ عشق دا ایہو کوئی بھاگ بھری پھل پاوے

سُندر گھگھر سیلے ریشئے کئی کوٹ جگت وچ آئے

لکھ ہاتھی لکھ لشکر گھوڑے وچ ایس زمین سمائے

پل چھل خواب خیال بسیرا کوئی کاس پچھے بھُل جائے

ہاشم کس جیون بھروا سے اسیں متراں جا بھُلائے

لاکھوں مر گئے پر نہیں سمجھے کیا راز ہے جھنگ سیال
تب سے دُنیا ہیر کو جانے جب چاک نے کیا کمال
جن کو پارس عشق ملا پھر رہی نہ ذات خصال
ہیر بنے تب جگ ماتا نہ رہے جٹی کنگال

عشق گیا جس گھر میں، پہلے بنیاد اسی کی ہلائے
مالی کاٹے شجر کو جیسے کاٹ کاٹ رہ جائے
پھر شائد ہی ہرا ہو ورنہ اس کی جڑ تک جائے
ہاشم عشق کی راہ میں کوئی بھاگ بھری پھل پائے

سُندر، سگھڑ، رسیلے، رسیئے کئی کوٹ جہان میں آئے
لاکھ ہاتھی، گھوڑے لشکر سب اسی زمیں میں سمائے
پل چھل خواب خیال بسیرا کوئی کس پہ دھوکہ کھائے
اس جیون کی خاطر ہاشم، ساجن ہم نے بھلائے؟

سر سر رزق جنہاں دا لکھیا سوئی سر سر عمر لکھائے
نہ اوہ گھٹے گھٹائے مولوں نہ اوہ ودھے ودھائے
کر گُزران اتے دل جاسی مڑ پھیر اتے چت لائے
کیہہ سر بھار پیا متراں دے اوہناں من توں چا بھلائے

خوشی گمان قفس دیاں فوجاں نت دُودھ اینہاں نکھ چڑے
لکھ برساں تک جیوے کوئی اتے لکھ فوجاں گھڑ ڈھووے
کرے مہم لڑے دن راتیں تاں رعیت نہ ہووے
کرڑی قید قفس دی ہاشم ایتھے ہر اک اٹک کھلووے

راوت فیل نشاناں والے لکھ وسدے کوئی نہ تکّے
چاک چنگا وے مجھیں سوئی ویکھ جہان نہ سکّے
ماؤ روز دیوے لکھ طعنے اتے باپ دداوے دھکّے
رانجھا مان نمانی ہاشم اوہنوں رب سلامت رکھّے

جو جو رزق لکھا ہے کسی کا، ویسا ہی جیون پائے
نہ وہ گھٹے گھٹائے ہرگز نہ وہ بڑھے بڑھائے
اس کی اور ہو جانا ٹھہرا پھر دل کیوں یہاں لگائے
کیا یاروں کے من میں سمائی، ہم یاد نہ ان کو آئے

خوشی غرورِ نفس کی فوجیں لگیں دو دھ شہر کی صورت
لاکھوں فوجیں لے کر لاکھ برس تک کیجے ہمّت
دن اور رات کریں یلغار پہ نفس بنے نہ رعیّت
ہاشم قیدِ نفس ایسی جو کھوٹی کر دے نیّت

گھوڑے ہاتھی والے لاکھوں پر حاسد کوئی نہ ان کے
بھینسیں چاک چرائے جگ سے پھر بھی دیکھا نہ جائے
طعنے ماں کے نت نت کے اور باپ کے نت کے دھکّے
ہاشم رانجھا مان عاجز کا ربّ اسے سلامت رکھے

اِکناں کول حُسن چتراٸی اِک گھاٸل یار دیوانے
اِکناں کول قوّت نہ شب دا اِک بخشن روز خزانے
اِکناں درد ہمیشہ آہیں اِک گاون نال ترانے
ہاشم خواب چمن دیاں لہریں گئے پھِر پھِر کٸی زمانے

اوس گلی دلبر دی جاٸیے پر اسپ جنوں تے چڑھ کے
دُکھاں نال کھڑاں ہمراہی اتے نال سُکھاں دے لڑ کے
آکھن لوک دیوانہ آیا اتے ڈھول وجاون رل کے
ہاشم خوب ہووے دل راضی بھاٸی اوس گلی وچ وڑ کے

ویکھن نین تیانہ نیناں دی جد نین تیناں دل اٹکے
نین برے نت مارن چوگاں جد نین نیناں ول پٹکے
کاری چوگ نیناں توں لگی ہرگز رہن نہ اٹکے
ہاشم دوس نیناں وچ ناہیں نین ویکھ اداٸیں لٹکے

اِک ہیں صاحبِ حُسن و ادا' اِک گھائل یار دیوانے
اِک کے پاس نہ کھانے کو اِک بخشیں روز خزانے
ایک ملول لبوں پر آہیں اِک گائیں نِت ترانے
ہاشم خوابِ چمن پر گزرے کیسے کیسے زمانے

اس کی گلی میں جاؤں تو جاؤں اسپِ جنوں پہ چڑھ کے
اپنے ساتھ دکھوں کی فوج ہو ساتھ سکھوں کے لڑکے
لوگ کہیں دیوانہ آیا' ڈھول بجائیں بڑھ کے
اس کی گلی میں یوں جاؤں تو دل یہ خوشی سے دھڑکے

دیکھیں نین نیاز نینوں کی جب نین نینوں سے اٹکے
نین بُرے نِت اُلجھیں جھگڑیں جب نین نینوں سنگ ٹکے
کاری وار ہوا نینوں پر اب ہرگز رہیں نہ اٹکے
ہاشم دوش نہیں نینوں کا یہ دیکھ ادائیں لٹکے

سی حرفی

الف۔ اک ناصیں کوئی دونا ہیں رنگ رس جہان دا چکھ گئے
لدے لعل جواہراں موتیاں دے واری چلپے نال نہ لکھ گئے
ڈیرے پاوندے کھدے لشکراں نوں پھڑے موت زمین کھو گئے
ذرا کھوج نہ دسدا ویکھ ہاشم جس راہ کروڑ تے لکھ گئے

ب۔ بندھن پائیاں چھنا ہیں نہیں حرص دی بھکھ نوں تھما ئیں
کئی چھوڑ گئے ایہناں پتھراں نوں ہیرے لعل تیرے کسے کم ناہیں
کرنیکیاں آوتی کم تیرے ایس جھڑیاں دو تاں دم نا ہیں
ہاشم شاہ سر ہاتے ہے موت بیٹھی پرستیاں نوں کوئی غم ناہیں

ت۔ تدھ جیہے کئی لکھ میاں وچ ایس سراں دے آوندے نی
اک لد دے بھار چلانیاں دے اک آن دکان وچھاوندے نی
اک توڑ کے آس امید چلے اک وارثی آن جگاوندے نی
ہاشم شاہ میاں کوئی خبر ناہیں کتھوں آوندے کتول جاوندے نی

الف - ایک یا دو کی بات نہیں ان گنت نے جگ کا روپ پوجا
ڈھیر لعل و جواہر کے تھے جن کے جب گئے تو ساتھ نہ تھا تنکا
قلعہ بند رہے ساتھ لشکروں کے آئی موت تو گئے تنہا تنہا
جس راہ سے لاکھ کروڑ گئے اس راہ کا ہاشم نہیں کھوج ملا

ب - بندھن جیتجال میں پھنسا ہے تو نہیں روکتا حرص ہوس اپنی
ہیرے لعل، پتھر بیکار سارے ترے کام نہ آئیں گے یار جانی
نیکی ایسی دولت نہیں سانس تیرے کام آئیگی آخر کار نیکی
ہاشم موت تو سر پہ آن بیٹھی، سونے والوں کو فکر نہ غم کچھ بھی

ت - تجھ جیسے کئی لاکھ میاں اس جگ سرائے میں آتے ہیں
اک لاد کے کرتے ہیں کوچ یہاں اک آ کے دکان سجاتے ہیں
اک توڑ کے آس امید چلے اک آن کے پاؤں پسارتے ہیں
ہاشم شاہ یہاں کوئی خبر ناہیں آئے کدھر سے کدھر سدھارتے ہیں

ث - ثابتی اوس دے نام دلوں بنے لکھ لا چار تے ہارناہیں
جیہڑے گوہڑے پیار وڈاوندے فی تیرا انت سمے کوئی یارناہیں
کوئی خواب دا میل جہان دا ای ایس دوستی دا اعتبارناہیں
ہاشم شاہ میاں سکھ پاونائیں تاں توں رب نوں منوں وسارناہیں

ج - جان کے اپنے آپ جیہا لکھ پھاہیاں لے گل پائیاں نیں
رنگ رس جہان دے ویکھناہیں جہاں دکھ نے لائیاں پھاہیاں نیں
واری چلدے لاڈ گمان والے پچھوتاوندے مار دے آہیاں نیں
ہاشم شاہ حکومتاں لاج دعوے ایویں راہ تے چاہیے راہیاں نیں

ح - حرص دے زور نوں توڑ جیہا نہیں زور تیرا نت کھاوندی ہے
نال صبر دے حرص وسار میاں اگ حرص دی جان جلاوندی ہے
جتھے حرص اوتھے سدھ بدھ ناہیں حرص اپنا کم چلاوندی ہے
ہاشم شاہ میاں ایس حرص کولوں تے عوضی حرص ہی ایڈ نبھاوندی ہے

ث۔ ثبات اسی کے نام کو ہے کسی حال میں اس کو ہار نہیں
گر مجبوشیاں، پیار دکھائیں جو جو دمِ آخر ان میں سے کوئی یار نہیں
دنیا خواب خیال کا میلہ ہے اس دوستی پہ اعتبار نہیں
ہاشم شاہ میاں سکھ ملے گا پر کبھی من سے رب بسار نہیں

ج۔ جی نے جانتے بوجھتے بھی کیا کیا پھندے میں آن پھنسا بیٹھا
رنگ اس جہان کے دیکھ نہ تو دکھ پھندے یہ سبھی لگا بیٹھا
بولا نام تو فخر غرور والا پچھتائے کرے آہ آہ بیٹھا
ہاشم شاہ حکومتیں، راج دعوے یہ غبار بھی سرِ راہ بیٹھا

ح۔ حرص کے زور کو توڑ اے دل ورنہ تجھے یہ توڑ مروڑ دے گی
کر صبر اور پنڈ چھڑا اس سے ورنہ تجھے اِکدم جھنجھوڑ دے گی
حرص عقل و شعور کی دشمن ہے حرص اس کو بھی جھنجھوڑ دے گی
ہاشم شاہ یہاں یہی حرص ہے جو ناطہ ہر اک حرص سے جوڑ دے گی

خ۔ خواب دے نال خراب نہ ہوایس خواب نوں خواب ہی جان میاں
ایس وہین دے وچ حباب وانگوں ایہہ اپنا آپ پچھان میاں
کس چیز تھوں ہویا کون ہیں توں ایس بات نوں خوب پچھان میاں
ہاشم شاہ مسافراں خوب ناہیں کرو قبر تے جھوٹھ دا مان میاں

د۔ دُکھ نوں دُور ہٹاونا ای تاں توں سُکھ جہان دا ٹول ناہیں
سُکھ پاونا ای تاں توں میٹ اکھیں سکھ کسے ڈ ویکھ کے ڈول ناہیں
اساں ویکھیا سُکھ جہان والا میاں دُکھ ہے ایس نوں بھول ناہیں
ہاشم شاہ میاں ایہو فائدہ ہے کوئی لکھ آکھے موتہوں بول ناہیں

ذ۔ ذکر زبان دا چھوڑ میاں تیرا مکر ہے جگت رُجھاونے نوں
پھاہی دمعے دی لوک پھہاونے نوں جی چاہندا شیخ کہاونے نوں
ذکر حق ہوا جان دے نال کریئے نہیں آکھیا لوک سناونے نوں
ہاشم ایہہ بھید رسائی دا کون سکھدا کھول وکھاونے نوں

خ۔ خواب کے ساتھ خراب نہ ہو اس خواب کو خواب ہی جان میاں
اس سیل میں تو حباب سا ہے اسی صورت خود کو پہچان میاں
کس چیز سے بنا ہے تو کیا کچھ اس بات کو دل سے جان میاں
ہاشم شاہ یہ جھوٹ یہ کبّر و فخر نہیں ہم مسافروں کی شان میاں

د۔ دُکھ سے چاہے نجات پائے تو تُو سُکھ جہان کا ٹول نا ہیں
سُکھ چاہے تو موند لے نین اپنے سُکھ کسی کا دیکھ کے ڈول نا ہیں
دیکھا ہم نے سکھ جہان والا یہاں دُکھ ہے اس کو پھول نا ہیں
ہاشم شاہ یہاں فائدہ اسی میں ہے کوئی لاکھ بولے تُو بول نا ہیں

ذ۔ ذکر زبان کا چھوڑ میاں سارا مکر ہے خلق رجھانے کو
پھندا لوگوں کو پھانسنے کی خاطر جی چاہے شیخ کہلانے کو
ذکرِ حق معاملہ دل کا ہے نہیں کہتے شور مچانے کو
ہاشم شاہ یہ بھید تو دل کا ہے کون سیکھے گا کھول دکھانے کو

ر ۔ رکھ جے رکھ توں سکنا ہیں جی بھن کے نت نہ جیونا ہے
شیر شکراں پونیا ہیں نت میاں قدح موت دا آخری پونا ہے
لکھ وار جے فیل سوار ہوئیوں خاک راہ دی انت نوں تھیونا ہے
ہاشم شاہ پیرا ہنے گور دے توں زری بادلا کسے نہ سیونا ہے

ز ۔ زور لگا کے بول نا ہیں مرحبا ونائیں سر ما میاں
پچھے بول کے کیہہ کجھ کھٹیا ای ہتھوں وس توں بہ چھپا میاں
جیہڑا انھاں نہ کسے انھاں ہووے لے وس ڈون توں چت نوں چاہ میاں
ہاشم شاہ سینہڑا آوندا ای اج کل پچھوں گھڑا آ میاں

س ۔ سا ہور سے پکڑے جان بیٹھوں ہور نانکے اد کتے سنا ہیں
بنے دکھ تے جاوندے نس تینتھوں جنھاں واسطے بار تھوں نستا ہیں
نہیں مندا اوس فرے آکھنے نوں جدھے راج دے وچ توں وسنا ہیں
ہاشم شاہ اوہ شاہ جہان دے نیں جنھاں عاجزاں ویکھ کے ہسنا ہیں

م۔ رکھ لے جی کو مار کے تو نہیں جینا سدا کا جینا ہے
پئیے دُودھ اور کھانڈ تو سدا یہاں جام آخری تو کا پینا ہے
ہُوا لاکھ تو فیل سوار لیکن گھر دِ راہ ہی آخری زینہ ہے
ہاشم شاہ کفن کفن ہو گا زری بادلے سے نہیں سینا ہے

ن۔ زور سے کا ہے بولتا ہے، تجھے مرنا ہے، شرما میاں
پہلے بول کے کیا بھر پایا ہے پہلے اس پہ تو پچھتا میاں
یہ مکاں نہ کسی ملکیں کا ہے نہ مکاں سے دل یہ لگا میاں
ہاشم شاہ پیغام بس اب آیا گھر آ میاں، گھر آ میاں

س۔ سسرال، ننھیال، ددھیال سمجھے اور میکہ بھی تو اسے جانے
دھاوا در دجب ہوئے تو بھاگ نکلیں جن کی خاطر تو یار اغیار جانے
جس کے راج میں سانس تو لیتا ہے حکم اسی کا اور نہ تو جانے
ہاشم شاہ وہ شاہ جہان کے ہیں جن پہ ہنسے تو جنہیں حقیر جانے

ش - شان بنا کے بیٹھے ناہیں کل دیکھیسی کون ایہہ شان کیھتے
جیہڑے محل منارا وسارنا ئیں کوئی جھٹ ہے تھاں مکان کیھتے
وچ خاک دے لاڈ گمان کیھتے جیہڑا وسدا پھیر جہان کیھتے
ہاشم شاہ توں ہوش سنبھال میاں جانا خاک دے وچ دھیان کیھتے

ص - صبر دا پا زنجیر میاں ایس ہوش حواس دلیل تائیں
لکھے لیکھ اُتے مغرور ہو توں مت ڈھونڈ کثیر قلیل تائیں
دُکھ دیوناں سکھ توں کاملاں تھوں ایس نفس پلید بخیل تائیں
ہاشم شاہ میاں اوتھے تھاں ناہیں ایس ظاہری قال تے قیل تائیں

ض - ضرب تھوں جان بچاونی ہے مضروب ہو جان کے آپ میاں
جے تے چاہو ناہیں کوئی چیز ہو یا کوئی چیز نہ آپ نوں تھاپ میاں
دُکھ جال توں نال نمانیاں دے کس واسطے چپ ہیں چاپ میاں
ہاشم شاہ غریب ہو چھوڑ دعوے جائے ٹٹ ہمیش دا تاپ میاں

ش۔ شان بنا کے نہ بیٹھ میاں کل کو دیکھے گا کون یہ شان کہاں
تیرے محل منارے ہیں پل دو پل، یہ مکین کہاں یہ مکان کہاں
رہ خاک میں لاڈ گمان کہاں، شاداب آباد جہان کہاں
ہاشم شاہ سنبھال تو ہوش میاں جانا خاک میں ہے ترا دھیان کہاں

ص۔ صبر کو کم نہ سمجھیے میاں اس ہوش حواس دلیل تلک
جو نصیب میں ہے راضی اس پہ رہ مت پہنچ کثیر قلیل تلک
سیکھ کاملوں سے کیسے قابو کریں اس نفس پلید تخیل تلک
ہاشم شاہ وہاں منظور نہیں یہ ظاہری قال اور قیل تلک

ض۔ ضرب سے جان بچانی ہے تو مضروب ہو جا خود آپ میاں
کچھ بننے کی دل میں دھن ہے تو مت دے پھر خود کو تھاپ میاں
دکھ سہہ تو ساتھ نمانیوں کے مت سن تو اپنی چاپ میاں
ہاشم شاہ مل خاک میں چھوڑ دعوے چھوٹ جائے گا تجھے تاپ میاں

ط ۔ طالبی توڑ جہان ولوں پھیر، ہوگ غلام جہان تیرا
دِلوں حرص جہان دی چھوڑ میاں پھیر کُل جہان مکان تیرا
کوئی ناں نشان نہ چاہ بھائی سدا بھولدا رہگ نشان تیرا
ہاشم شاہ ایہہ عاجزی کیمیا ہے لئیں ہووسی کاج آسان تیرا

ظ ۔ ظاہری ویکھ بیہوش ہویا نہیں وِسدی اوس نوں گور ہے جی
دُکھ سُکھ جو بیتدا نال تیرے تیرے آپ کدوں ہتھ ڈور ہے جی
ایویں ظاہری نقش دیوار ہیں توں کم کاج کراوندا ہور ہے جی
ہاشم شاہ اوہ بھار اوٹھاوندا ہے کدوں آکھ تیرے ہتھ ڈور ہے جی

ع ۔ عشق تھوں رب توں پاوندا ہے جیہڑا عشق دے بیچ گداز ہووے
عشق ناز توں خاک لاوندا ہے اُٹھے پھر اوہ بیچ نیاز ہووے
ہتھ دھو کے جان جہان ولوں پچھے عشق دے خوب نماز ہووے
ہاشم شاہ جو عشق دل آوندا ہے اساں ویکھیا محرم راز ہووے

ط۔ طلب جہان کی ترک کر دے پھر ہو گا جہان غلام تیرا
دل سے حرص جہان کی چھوڑ میاں ہو گا کل جہان مکان تیرا
چھوڑ نام و نمود کی چاہ بھائی سدا رہے گا پھر نشان تیرا
ہاشم شاہ یہ عاجزی کیمیا ہے ایسے ہو گا سب کام آسان تیرا

ظ۔ ظاہر دیکھ کے بھول بیٹھا تو نظر آتی نہیں اسے گور ہے جی
دکھ سکھ جو تجھ پہ بیت رہا کہاں ہاتھ میں ان کی ڈور ہے۔ جی
تو تو ظاہر نقش دیوار کا ہے تجھے گھوم پھرائے کوئی اور ہے۔ جی
ہاشم شاہ وہ بوجھ اٹھوائے تجھ سے تیرے ہاتھ میں نہیں کوئی ڈور ہے۔ جی

ع۔ عشق سے خالق کو پائے گا جو عشق میں ہی گداز ہووے
عشق ناز کو خاک بسر کر دے آٹھوں پہر جو بیچ نیاز ہووے
جان اور جہان سے موند آنکھیں پیچھے عشق کے خوب نمانا ہووے
ہاشم شاہ جو آیا عشق کارن ہم نے دیکھا وہ محرم راز ہووے

غ ۔ غیر نوں غیر توں جاندا ہیں ایہو جان لے آپ ہی غیر ہیں توں
دُوا جان کے آپ ہی آپ تائیں کہی مار دا اپنے پیر ہیں توں
تاں غیر دے ویر جگاونا ہیں پیا اپنے آپ ہی ویر ہیں توں
ہاشم شاہ توں غیر نہ جان کوئی پھیر دُکھ کیہا اے تر ویر ہیں توں

ف ۔ فارغ ہو کے فائدہ ہے کر ذکر جو فکر دا ناس ہووے
گئی بیت بہار کیوں بھلنا ہیں کجھ بیج لے پھلک نوں آس ہووے
ایس دیس سوداگری آئیوں توں کجھ کھٹ لے جاندیاں پاس ہووے
ہاشم شاہ جو وقت سنبھالدا ہے کم اوس دا بے وسواس ہووے

ق ۔ قدر پچھان لے جان میاں پیا ظاہر دسدا خاک ہیں توں
تے جے باطنی بھیت معلوم ہووے ایس حال دی خواریوں پاک ہیں توں
دُکھ سُکھ نہ معاملہ موت تینوں ہور کسے دا انگ نہ ساک ہیں توں
ہاشم شاہ توں جس نوں ڈھونڈدا ہیں تیرے وچ ہے اپنے آپ ہیں توں

غ۔ غیر کو غیر تُو جانتا ہے یہی جان لے آپ ہی غیر ہے تُو
اپنے آپ کو دوسرا جان کے تُو کرے زخمی اپنے ہی پیر ہے تُو
کرے بیر تُو غیر کے ساتھ لیکن کرے اپنے ساتھ ہی بیر ہے تُو
ہاشم شاہ تُو غیر نہ جان کوئی پھر دکھ سے تو نرویر ہے تُو

ف۔ فائدہ فارغ جہان ہو کر، کر ذکر کہ فکر کا ناس ہو گا
گئی بیت بہار کیوں بھولتا ہے کچھ بوئے کل تجھے راس ہو گا
اس دیس میں سودا کرے کچھ، جب جائے تو کچھ پاس ہو گا
ہاشم شاہ جو وقت کا بھید جانے نہیں اس کو ڈر وسواس ہو گا

ق۔ قدر پہچان نے جان میاں وہی اصل ہے نے ظاہر میں خاک ہے تُو
جانے راز حقیقتِ حال جو تو حالِ خوار و خراب سے پاک ہے تُو
دکھ سکھ نہ موت کا دھڑکا ہو نہ ہی کسی کا انگ اور ساک ہے تُو
ہاشم شاہ تو ڈھونڈتا پھرے جس کو وہی از عیاں بیباک ہے تُو

ک۔ کاسنوں کسے دا عیب کوئی موہنوں آکھدا یا دیا وندا ہیں
کسے گل توں کسے تھوں گھٹ ناہیں کیوں اپنا آپ چھپاوندا ہیں
کوئی آپ توں عیب چار میاں عیب دار ہیں تاں دکھ پاوندا ہیں
ہاشمؔ شاہ توں آپ نوں جان میاں کتھوں آیا کون کہاوندا ہیں

ل۔ لائقی ایس جہان والی جیہڑا ڈھونڈ دا سخت اسیر ہووے
سوئی جاندا ہے دم لائقی دا جیہڑا اپنے آپ شریر ہووے
وڈھ قسمتوں ہتھ نہ آوندا ہے ایویں انت نوں خوار زہیر ہووے
ہاشمؔ شاہ نصیب دا زور جنہوں دلریش تے صاف ضمیر ہووے

م۔ مالکی مال تے ملک ولوں چھڈ کا سنوں لاوناہیں تاں میاں
جویں کھتری جوش زمین دا ہے تیویں اپنے آپ نوں جان میاں
ایس خاک توں ہو کے خاک ہوویں ایہو آد قدیم دی بان میاں
ہاشمؔ شاہ توں ایس نوں بھول ناہیں ایس بات نوں خوب پچھان میاں

ک۔ کسی کے عیب گنوائے کیونکر غیبت کسی کی لب پہ لاتا ہے کیوں
کس سے عیب ثواب میں کم ہے تو اپنے آپکو ایسے چھپاتا ہے کیوں
کیا کیا عیب میاں تیری ذات میں ہیں اسی باعث تو دکھ پاتا ہے کیوں
ہاشم شاہ پہچان لے ذات اپنی آیا کہاں سے تام بناتا ہے کیوں

ل۔ لائق جو سمجھے دنیا کے دکھ درد کا وہی اسیر ہو گا
دعویدار جو لائقی نالائقی کا اپنے حق میں آپ شریر ہو گا
ملے وہی جو لکھا نصیب میں ہے چاہے اور تو خوار حقیر ہو گا
ہاشم شاہ نصیب اسی کے ہیں صاحبِ حال جو صاف ضمیر ہو گا

م۔ مالکی مال اور ملک والی ترے نام کی نہیں یہ آن میاں
رنگ روپ زمیں کا پل دو پل پل دو پل خود کو جان میاں
اٹھے خاک سے خاک میں خاک ہوئے روزِ ازل سے یہی پہچان میاں
ہاشم شاہ نہ الجھ وضاحتوں میں اسی رمز کو خوب پہچان میاں

ن۔ نانہ کی نانہ وے نال جاتی جیہڑا جگت دا جی رجھاوندا ہے
ایہو فائدہ ایس دی ریجھ کولوں ہتھوں ریجھ کے بہت نچاوندا ہے
جدوں نانہ کی نانہ ہتھوں مات ہووے کوئی پچھیدا پاس نہ آوندا ہے
ہاشم شاہ ریجھا توں اوس نائیں جیہڑا ایچھ نوں لاج نہ لاوندا ہے

و۔ واقفی اپنی موں ناھیں کتھوں آیا کون کہاوناہیں
بھین بھائیاں دا بھا ہو بیٹھوں کیہڑے گوہڑے پیار ونڈاوناہیں
بہت پچ اچار دا چا نینوں کیہڑے گوہڑے پیار جگاوناہیں
اکھیں کھول کے ویکھ ہنجار ہاشم پیا نیند لبے بیت بناوناہیں

ک۔ ہتھ ناہیں کوئی وس ناہیں جیہڑا عیب ثواب کماوندا ہے
تہیں لائقی اوس دی اک رتی اوہو چاہندا سوئی بناوندا ہے
کوئی جان کے نیچ کہاوندا ہے کوئی ہور ہی ناچ نچاوندا ہے
ہاشم شاہ توں اودھروں جان میاں جیس کم توں آپ ہی لاوندا ہے

ن۔ نازکی ناز کی جان بھٹہری ساری دُنیا کو نازہ لبھاتا ہے
پھانسے اپنے جال میں ناز جس دم پھر نگنی کا ناچ نچاتا ہے
گیا ناز تو نازکی کس کارن کوئی پوچھے نہ پاس کوئی آتا ہے
ہاشم شاہ بس پیار اسے کیجئے، تہیں عشق بدنام کراتا ہے

و۔ واقف تھے کب اور کون، ہو تم کیسے اور کہاں سے آتے ہو تم
بہن بھائیوں کے بڑے بن بیٹھے، کیسے کیسے پیار جتاتے ہو تم
چاؤ چونچلے اور دلبستگیاں کیا کیا پیار کے بھاؤ بتاتے ہو تم
آنکھیں کھولو او تاہنجار ہاشم شعر خواب میں بیٹھے بناتے ہو تم

ہ۔ ہاتھ خالی بے بس ہیں ہم، وہی عیب ثواب کماتا ہے
نہیں ذرا بھی اپنی بساط بھائی جو بنے وہ وہی بناتا ہے
کوئی آپ ہی خود کو بیچ جانے کوئی اور ہی ناچ نچاتا ہے
ہاشم شاہ دھیان اسی پر رہے جس راہ پہ وہ لگاتا ہے

ل. لکھ وٹے لکھ لکھ کھٹے دُکھ سول تتی سُکھ پایا ئیں
دعوے دوستی دکھ وکھال داسی سوئی اوس توں چا بھلایا ئیں
رہیا جتنے ول خیال میرا تدوں ھاریا بہت گوایا ئیں
ہاشم شاہ میاں میرے بھاگ ہوئے توں دُوئی توں چا اٹھایا ئیں

الف. اج بنالے ڈِھل کیہی جس ڈول دا کم نبا ونالے
کل ہور رسی اج ہے وار تیرا اکن بھلک توں میر کہاونا اے
کون جاندا اوس دی صاحبی نوں کس ڈول دا فرش وچھاونا لے
ہاشم شاہ توں اج توں جان میاں ایس اج نے پھیر نہیں آونا لے

ی. یاوری جان نصیب ولوں جدوں حب جہان دی توڑیا ہے
دوئی دوستی حرص تے شان ولوں اگ نفس پلید دی موڑیا ہے
دُکھ رنجگی آپ قبول کیتے رضا مندگی یار دی لوڑیا ہے
ہاشم شاہ میاں اون لکھ وٹے جن صبر دی ولت جوڑیا ہے

ل۔ لاکھ کمائے، لاکھ پائے جنم جبلی نے دُکھ سے سُکھ پایا
وعدہ دُکھ میں دوستی کرنے کا ئیں نے وعدہ وہی بھلا ڈالا
رہا دھیان ہی جب تک جینے کا ہارا میں سب کچھ گنوا بیٹھا
ہاشم شاہ جب میرے نصیب جاگے نقش دوئی کا دل سے مٹا ڈالا

الف۔ آج بنائے ٹال نہ تو، کام جو بھی تُو نے بنانا ہے
کل اور تھا، آج ہے یار تیری کل کس نے میر کہلانا ہے
کون جانے اس کی صاحبی کو کس نے ڈولتا فرش بچھانا ہے
ہاشم شاہ آج ہی سب کچھ ہے میاں آج نے پھر نہیں آنا ہے

ی۔ یاوری بخت کی جان میاں جب حُبِ جہان کی توڑ ڈالی
دوئی، دوستی، حرص ہوا والی باگ نفس پلید کی موڑ ڈالی
ڈھونڈی رضا اسکی یاری غم سے کی خواہش دنیا کی آپ ہی توڑ ڈالی
ہاشم شاہ میاں اس نے لاکھ پائے دولت صبر کی جس نے جوڑ ڈالی

مدح غوث الاعظم

یا پیر سنو فریاد مری میں عرض گناہیں کرنا ہاں
دکھ لاکھ نہیں سکھ اک رتی میں پیر اتیوں دھرنا ہاں
وچ لوک ہویا بریار برا نت جان جگر وچ جرنا ہاں
ہن ڈب رہاں کجھ فرق نہیں جے تار دیو میں ترنا ہاں

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا میں عمل برے نت کرنا ہاں
پھڑ بانہہ بچاؤ ہاشم نوں یا پیر مرے میں ڈرنا ہاں

سب یار کوئی وچ دنیا اس زور جوانی زر دا ہے
بریار دوا میں مفلس ہاں سب دور مرے تو ڈردا ہے
جو عیب کوئی وچ دنیا دے سب آن مرے وچ دھردا ہے
میں ویکھ لیا سب عرضی ہے جو خویش قبیلہ گھر دا ہے

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا میں عمل برے نت کرنا ہاں
پھڑ بانہہ بچاؤ ہاشم نوں یا پیر مرے امیں ڈرنا ہاں

جد موت سماں گھر آئے گی اوہ وقت مرے پر ہونا ہے
ہن یار نہیں بن مطلب دے کس اس دن پاس کھلونا ہے
کر خوف ایہو میں رونا ہاں پھر اوس گھڑی میں لے ونا ہے
بریار غریب عدالت نوں کھڑ خاص کچہری ڈھونا ہے

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا میں عمل برے نت کرنا ہاں
پھڑ بانہہ بچاؤ ہاشم نوں یا پیر مرے امیں ڈرنا ہاں

یا پیر گنہگار سبھی ہیں عرض تمہی سے کرتا ہوں
اس راہ میں لاکھوں دُکھ ہی سہی میں پاؤں دھر ہی دھرتا ہوں
لوگوں میں ہوا بدنام بہت یہ دُکھ بھی جان پہ جرتا ہوں
میں ڈوب چلا میں ڈوب گیا گر تم تارو میں ترتا ہوں

انجام گنہگاراں کیا ہو میں کام برے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آ کر یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

سنسار یہ سارا یار تو ہے پر زور جوانی زر کا ہے
میں مفلس بھی بدنام بھی ہوں ہر کوئی مجھی سے ڈرتا ہے
دنیا کے سارے عیب جو ہیں وہ میری ذات میں بھرتا ہے
میں دیکھ چکا سب غرضی ہے جو خویش قبیلہ گھر کا ہے

انجام گنہگاراں کیا ہو میں کام برے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آ کر یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

جب موت مرے گھر آئے گی وہ وقت بھی آخر آئے گا
بن مطلب اب بھی یار نہیں کون اس دن بھی رہ جائے گا
اب روتا ہوں اس لمحے کو جس لمحے دل بھر آئے گا
مجھ بے بس مجھ بدکار پہ جب وہ وقت عدالت آئے گا

انجام گنہگاراں کیا ہو میں کام برے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آ کر یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

جد جان جدائی پکڑے گی ، ہے نازک وقت لچاری دا
تد ہوگ جواب سوالاں دا سر میرے وقت غباری دا
اک لاوگ زور وگاڑن نوں اوہ شیطان مول خواری دا
یا پیر مرے تسیں مالک ہو ایس عاجز جان بیچاری دا

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا میں عمل بُرے نت کرناں ہاں
بچھڑیا تہہ بچاؤ ہاشم نوں یا پیر مرے میں ڈرناں ہاں

جد ملک الموت پوچھا ویگا ، کیہہ حال گناہیں کہساں میں
جے بھاگ مرے سبھ بھاگی ہن ، تد نام تساڈا لیساں میں
پھر ہوگ خلاصی عاصی دی ، دکھ درد نہ کوئی سہساں میں
جو سگ دربار تساڈے دے سگ ہو اوہناں ڈا رہساں میں

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا میں عمل بُرے نت کردا ہاں
بچھڑیا نہہ بچاؤ ہاشم نوں یا پیر مرے میں ڈرناں ہاں

کجھ دولت ملک نہ پاس مرے ہے ٹکڑا فقط گدائی دا
پر لیکھ مرے بد عمل ہنے پھر اس وچ باز نہ آئی دا
وچ عصیاں روز سوایا ہے جیوں نفس کُتا سمجھائی دا
پر پیش نہ کوئی جاندی ہے نت زور بہتیرا لائی دا

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا میں عمل بُرے نت کردا ہاں
بچھڑیا نہہ بچاؤ ہاشم نوں یا پیر مرے میں ڈرناں ہاں

جب رُوح جُدا ہو جائے گی، وہ وقت بہت مشکل ہوگا
وہ پوچھیں گے کیا بولوں گا، تب ذہن مرا تو شل ہوگا
مری کار گزاری بگڑے گی، شیطان وہاں حائل ہوگا
یا پیر میں عاجز غم سے چھٹوں، گر تو مجھ پہ مائل ہوگا

انجامِ گناہگاراں کیا ہو، میں کام برے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آکر، یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

پوچھے گا ملک الموت، گناہوں کا کیا حال کہوں گا میں
گر بخت مرے خوش بخت ہوئے تب نام تمہارا لونگا میں
تب ہو گی خلاصی عاصی کی، دکھ درد نہ کوئی سہونگا میں
جو سگ تیرے دربار کے ہیں سگ اُن کا ہو کے رہونگا میں

انجامِ گناہگاراں کیا ہو، میں کام برے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آکر، یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

کچھ دولت ملک نہ پاس مرے، کشکول تو اب لنگا ہے
بدکاری اپنا شعار ہوا، اعمال کا نامہ کالا ہے
من کہتا ہے سمجھائیں کیا عصیاں میں روز سوایا ہے
پر پیش نہیں چلتی کوئی، نت زور بہت ہی لگایا ہے

انجامِ گناہگاراں کیا ہو، میں کام برے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آکر، یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

سب حال تسانوں ظاہر ہے جس طور مرا نت جالن ہے

تن غم سوں تپ تندور ہویا وچ خشک ہڈاں دا بالن ہے

غم کھاوے زور کلیجے نوں ہور نال صبر دا سالن ہے

کجھ ہوش نہ عیش حیاتی دا ہر حال گھڑی پل ٹالن ہے

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا میں عمل بُرے نت کرناہاں

پھڑ باہنہ بچاؤ ہاشم نوں یا پیر مرے میں ڈرناہاں

جو مرگ تساڈے بن وچ ہے اس خطرہ مول نہ ہٹیریدا

جو نام تساڈا رکھدا ہے اوہ کدھرے مول نہ چھیڑیدا

ایہہ نام ملاح تساڈا ہے اوس گھاٹ برے تیے بیڑی دا

جو آپ درخت لگاوُ جی اوہ کس تھوں پھیراو کھیڑی دا

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا میں عمل بُرے نت کرناہاں

پھڑ باہنہ بچاؤ ہاشم نوں یا پیر مرے میں ڈرناہاں

جس بود کیتی نابود کو لوں سو خبر جہاں دی لیندا ہے

پر دل نوں صبر آرام نہیں ایہہ کر کے صدق نہ بہندا ہے

ایہہ بہت بُرے دُکھ دُنیا دے دل بہت غمی وچ رہندا ہے

کر یاد حشر دے ویلے نوں دل ہور ودھیرے ڈھیندا ہے

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا میں عمل بُرے نت کرناہاں

پھڑ باہنہ بچاؤ ہاشم نوں یا پیر مرے میں ڈرناہاں

سب حال تو تم پر ظاہر ہے کس طور یہ دل نت جلتا ہے
تن غم سے تپ تندور ہوا، ہڈیوں کا ایندھن جلتا ہے
غم کھائے روز کلیجے کو اور صبر کا سالن چلتا ہے
نہیں ہوش جہانِ عیش کا کچھ پل پل مشکل ہی ٹلتا ہے

انجامِ گناہگاراں کیا ہو، میں کام بُرے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آکر، یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

جو آہو ترے بن میں ہے اُسے کیا خطرہ ہے دشمن کا
جو نام ترا ہم نام ہوا، اُسے عالی شان مقام ملا
جب نام لیا موجوں میں ترا اِک پل میں ساحل ہاتھ آیا
جو بوٹا تم نے لگایا ہے پھر اس کو کون اکھاڑ سکا

انجامِ گناہگاراں کیا ہو، میں کام بُرے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آکر، یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

نابود سے جس نے بود کیا وہ سب کی خبر تو رکھتا ہے
پر دل کو صبر آرام نہیں، نہیں صدق پہ تکیہ رکھتا ہے
دُکھ دُنیا کے جان لیوا ہیں، دل غم کے بھنور میں رہتا ہے
جب حشر کا دن یاد آتا ہے، دل غم سے اور بھی ڈھیتا ہے

انجامِ گناہگاراں کیا ہو، میں کام بُرے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آکر، یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

جو حرص میرے وِچ دُنیا دی ایہہ آتش سخت بجھاؤ جی
ہور بخل بخیلی دعوے جتھیں، دل میرا دور ہٹاؤ جی
ایس داس تائیں بدخواہاں جتھیں دے اپنا ہاتھ بچاؤ جی
ہاں بہت بُرا پر عاجز ہاں، راہ اپنا آپ دکھاؤ جی

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا ، میں عمل بُرے نت کرنا ہاں
پھڑ بانہہ بچاؤ ہا تُسّم نوں، یا پیر مرے ، میں ڈرنا ہاں

ایہہ عاصی بہت خوار ہویا ، دن رات پیا دُکھ سہندا ہے
پر تہمے ویکھ تساڈے نوں، سبھ لوک تساڈا کہندا ہے
کر یاد کوئی بن مالک دے، کون سار بیگانی لیندا ہے
پھر لاج اوسے دی مالک نوں، جس دوار تے اوہ ہندا ہے

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا ، میں عمل بُرے نت کرنا ہاں
پھڑ بانہہ بچاؤ ہا تُسّم نوں، یا پیر مرے ، میں ڈرنا ہاں

جو یاد تُساں نوں رکھدا ہے، اوہ عاجز مول نہ ہووے گا
جو منکر راہ تساڈے جتھیں، اوہ انت سمے بہہ رووے گا
لکھ زہد عبادت ہور کرے، اوہ عُمر اِنائیں کھووے گا
بن راہ تُساڈے غافل ہے، اوہ بیج پتھر وِچ بووے گا

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دا ، میں عمل بُرے نت کرنا ہاں
پھڑ بانہہ بچاؤ ہا تُسّم نوں، یا پیر مرے ، میں ڈرنا ہاں

جو حرص ہے مجھ میں دنیا کی یہ آتش سخت بجھاؤ جی
اس بخل بخیلی دعوے سے دل میرا دور ہٹاؤ جی
اس بندے کو بدخواہوں سے دے اپنا ہاتھ بچاؤ جی
ہوں لاکھ برا پر عاجز ہوں مجھے اپنی راہ دکھاؤ جی

انجام گناہگاراں کیا ہو میں کام برے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آکر یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

یہ عاصی کتنا خوار ہوا دن رات الم یہ سہتا ہے
پر دیکھ کے تمغے تیرے کو ہر کوئی تیرا ہی کہتا ہے
بن مالک کون بھلا کس کی اک پل بھی فکر میں رہتا ہے
بدنامی اس کی مالک کو جس کے دوارے وہ رہتا ہے

انجام گناہگاراں کیا ہو میں کام برے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آکر یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

جو تیری یاد میں رہتا ہو نہ عاجز ہرگز ہووے گا
جو تیری راہ کا منکر ہے وہ انت سمے جا روئے گا
وہ اور عبادت لاکھ کرے پر ساری عمر ہی کھووے گا
تری راہ بناں وہ غافل ہے وہ بیج پتھر میں بووے گا

انجام گناہگاراں کیا ہو میں کام برے نت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آکر یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

جے بردا اون حرامی ہو، کر عیب کتے جا دسدا ہے
کر سختی لوک چھپیندے نیں تاں نام اوسے دا دسدا ہے
اوہ خاوند انت چھڑاوے گا، لکھ نفر کمینہ نسدا ہے
پھر لاج اوسے وی مالک نوں جس دوارے تے اوہ وسدا ہے

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دائیں عمل برے نت کرناہاں
پھڑ باہنہ بچاؤ ہاشم نوں، یا پیر مرے میں ڈرناہاں

تم اپنا نام لکھاؤ جی، وچ دل دے ایس نمانے دے
کر اپنا، عیب چھپاؤ جی، وچ دنیا ایس تمانے دے
دے اپنا نام تراؤ جی اوس اوڑک وقت چلانے دے
دے اپنا نام اٹھاؤ جی، وچ رستے خیر ٹکانے دے

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دائیں عمل برے نت کرناہاں
پھڑ باہنہ بچاؤ ہاشم نوں، یا پیر مرے میں ڈرناہاں

تم فرش زمیں پہ آئے ہو، دکھ دور کرن دکھیاراں دے
تم بندیوان چھڑاؤ جی نت توڑ زنجیر ہزاراں دے
تم تارن ہار پلیتاں نوں، ہن بھاگ بھلے بدکاراں دے
فریاد سنو ایس ہاشم دی ہے سر لاچار لاچاراں دے

کیہہ ہوگ احوال گناہیں دائیں عمل برے نت کرناہاں
پھڑ باہنہ بچاؤ ہاشم نوں، یا پیر مرے میں ڈرناہاں

جب بروا نمک حرام ہوا بُرا کام کیا کہیں جا کے بسا
بُرے کام کا لوگ جو پوچھیں گے وہ نام کسی کا لے دے گا
یہ نفس کمینہ بھاگتا ہے پر مالک وُہی چھڑائے گا
بدنامی اس کی مالک کو جس کے دوارے آباد ہوا

انجامِ گناہگاراں کیا ہو میں کام بُرے نِت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آ کر یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

اس عاجز بندے کے دل میں تم اپنا نام لکھاؤ جی
بے کس بے بس کو اپنا کہو اور اس کے عیب چھپاؤ جی
جب ساعت رخصت آ پہنچے دے اپنا نام بچاؤ جی
پھر خیر کی راہ مقام میں تم دے اپنا نام اٹھاؤ جی

انجامِ گناہگاراں کیا ہو میں کام بُرے نِت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آ کر یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

تم فرشِ زمیں پر آئے ہو دُکھ دُور کرن دُکھیاروں کے
تم بندیوان چھڑاؤ جی نِت توڑ زنجیر ہزاروں کے
تم بخشنہار پلیدوں کے ہیں بھاگ بھلے بدکاروں کے
اس ہاشم کی فریاد سنو تم چارا ہو لاچاروں کے

انجامِ گناہگاراں کیا ہو میں کام بُرے نِت کرتا ہوں
ہاشم کو سہارا دو آ کر یا پیر مرے میں ڈرتا ہوں

سسی پنوں

آدم جام جھنبھور شہر دا صاحب تخت کہاوے
جاہ جلال سکندر والا خاطر مول نہ لیاوے
وحوش طیور جناور آدم ہر اک سیس نواوے
ہاشم آکھ زبان نہ سکدی کون تعریف سناوے

شہر بھنبھور مکان الٰہی باغ بہشت بنایا
فرش فروش چمن گل بوٹا ہر اک ذات لگایا
ندیاں حوض تالاب چوطرفیں رل مل خوب سُہایا
ہاشم روح رہے وچ پھسیا دام فریب وچھایا

سسی جنم لیا شبقدر مثل ھلال درخشاں
ویکھ لے آب ہوون ننگ موتی مانک لعل بدخشاں
عقل خیال قیاسوں باہر نظر کرے دل نقشاں
ہاشم آکھ تعریف حسن دی شمس مثال زرافشاں

آدم جام جھنجھور شہر کا، تاج والا کہلائے
جاہ و جلال سکندر والا، کچھ خاطر میں نہ لائے
آدم، وحشی اور طیور ہر کوئی سیس جھکائے
ہاشم عجز زبان کا ہے وہ کیا تعریف سنائے

شہر جھنجھور مکان الٰہی باغ بہشت بنایا
فرش فروش چمن گل بوٹا قسماً قسم لگایا
ندیاں، حوض تالاب تھے ہر سو منظر خوب بنایا
ہاشم روح اسیر رہے، کیا دام فریب بچھایا

سسی جنم لیا شبقدر کو، مثل ھلال درخشاں
جس کو دیکھ شرمائیں، مانک موتی، لعل بدخشاں
عقل، خیال، قیاس سے باہر اس کا نقش نگاراں
ہاشم کر تعریف اس حسن کی، شمس تھا وہ زرافشاں

اوڑک خوف اُتار نجومی، بات کہی من بھانی
عاشق ہوگ کمال سسّی جد ہوگ جوان سیانی
مست بے ہوش بھلاں وچ مرسی درد فراق رنجانی
ہاشم ہوگ کمال اجیہی رہیگ جہان کہانی

واہ کلام نصیب سسّی دے نام لیاں دِل ڈردا
تختوں چا سُٹے سلطاناں خیر پوے دَر دَر دا
بیل غریب تقابل جیہا چا زمیں سِر دھردا
ہاشم جا نہ بولن والی جو چاہے سو کردا

اِک دن کول سسّی دے ماں پیو بیٹھ کتے گل چھیڑے
آکھ بچّے توں بالغ ہوئی واگ تیری ہتھ تیرے
دھوبی ذات اُچے گھر آیوں پھر پھر جان بہتیرے
ھاشم کون ترے من آوے آکھ سُنا سویرے

آخر ہوبے خوف نجومی' بات کہی من مانی
عاشق ہو گی کمال کی سستی' جب اِس پر آئی جوانی
مست بے ہوش تھلوں میں مریگی درد فراق دیوانی
ہاشم عشق کمال وہ ہو گا جگ میں رہے کہانی

واہ نصیب سستی کا یار ونہیں نام تو دل ہے ڈرتا
سلطانوں کے تخت گرائے' فقیر بنا تے تکہ کا
کرہ ارض کو بیل نا چیز ے اپنے سر پہ دھرتا
ہاشم عرض' مجال کسے' جو چاہے وہ سو کرتا

اِک دن اماں ابا نے سستی سے بات چلائی
بیٹا اب تو بالغ ہے' اب باگ ترے ہاتھ آئی
ہم دھوبی' تو اونچے گھر کی' رشتوں کی بات ہے آئی
ہاشم ہم سے کہہ جو صورت تیرے من کو بھائی

سسّی آن ڈٹھا وچ نیند رہوت بے ہوش جو خوابوں
سُورج وانگ شعاع حسُن دی باہر پوس نقابوں
جے لکھ پا صندوق چھپاییے آوگ مُشک گلابوں
ہاشم حسُن پریت نہ چھپدی تارک ہون حجابوں

سُن فریاد بلوچاں والی تاں سُدھ ہوت سنبھالی
دیکھ حیران ہویا شہزادہ فوج محبوباں والی
روشن شمع جمال سسّی دا چمک پوے ہر والی
ہاشم داغ پیا گل لالہ ویکھ سسی لب لالی

نین اوگھاڑ سسّی جد ویکھے جاگ لئی سُدھ آئی
نہ اوہ اُوٹھ نہ اُوٹھاں والے نہ اوہ جام صُراحی
واحد جان پئی، اوہ ناہیں نال پئی جس آہی
ہاشم توڑ سنگار سسّی نے خاک لئی سرپائی

سسّی سوئے ہوت کو دیکھے بیہوش تھا جو خوابوں میں
حسن کا شعلہ سورج سا جو چھپتا نہیں نقابوں میں
لاکھ چھپاؤ چھپ نہ سکے جو خوشبو ہے گلابوں میں
ہاشم پریت چھپے نہیں حسن کی رہے نہ لاکھ حجابوں میں

سن فریاد بلوچوں والی ہوت نے سدھ ہے سنبھالی
دیکھ حیران ہوا شہزادہ فوج محبوبوں والی
روشن شمع جمال سسّی کا حیراں پلکوں کے والی
ہاشم داغ پڑا لالہ میں دیکھ سسّی لب لالی

نین کھلے سسّی کے جاگی اور خبب سدھ میں آئی
نہ وہ اونٹ نہ اونٹوں والے نہ وہ جام صراحی
جس سنگ سوئی کوئی نہ تھا اب رہ گئی ایک اکیلی
توڑ سنگار سسّی نے ہاشم سر میں خاک سجائی

جس دن ہوت سسی چھڈ ڑیا آکھ دکھاں دن کیہا
دوزخ اک پل مول نہ ہوسی تاتس دن جیہا
دل دا خون انکھیں بھپٹ آیا، ظالم عشق اویہا
ہاشم مان رلاوے گلیاں، بان عشق دی ایہا

ماؤ پھیر سسی نوں آکھے نہ چڑھ چیہ دیوانی
کدھن جا بلوچاں ملسیں پیریں ٹرن بیگانی
سولی سارا اگے تھل ماروترس مریں بن پانی
ہاشم جان محال اکیلی بروکاہ بیابانی

ترساں مول نہ ڈرساں راہوں جان تلی پر دھرساں
جب لگ ساس تراس نہ ہووں مرنیوں مول نہ ڈرساں
جے رب کوک سسی دی سنسی جا ملاں پگ پھڑساں
ہاشم نہیں شہید ہو ویساں تھل ماروچ مرساں

جس دن چھوڑ چلا سسّی کو وہ دکھ کا دن تھا کیسا
دوزخ بھی جس سے شرمائے وہ تپتا دن تھا ایسا
دل کا لہو آنکھوں سے بہا تھا ظالم عشق کچھ ایسا
ہاشم خوار پھرائے گلیوں عشق کا روگ ہے ایسا

ماں کہے سسّی سے بیٹا مت جا پیچھے دیوانی
کیسے تجھے بلوچ ملیں گے جو چال چلیں بیگانی
راہ میں سولی سا تھل مارو مر جائے گی بن پانی
ہاشم تیری جان اکیلی راہ ساری ہے بیابانی

ڈر نہیں راہ کی مشکل کا چلوں جان تلی پر دھر کے
جب تک سانس کی ڈوری ہے نہیں ہونگی موت سے ڈر کے
رب نے سنی فریاد سسّی کی رہوں گی پگ میں پکڑ کے
یوں نہ ہوا تو شہید بنوں گی تھل مارو میں مر کے

چمکی آن دوپہراں ویلے گرمی گرم بہارے
تپدی وا وگے اسمانے پنچھی مار اتارے
آتش دا دریا کھلوتا تھل مارو ول چارے
ہاشم پھیر پچھانہہ نہ مڑدی لوں لوں سوت پکارے

نازک پیر ملوک سسی دے مہندی نال سنگارے
عاشق ویکھ بہوے اک واری جی تنہاں پر وارے
بالو ریت تپے وچ تڑکن بھنن جوں بھٹھیارے
ہاشم ویکھ یقین سسی دا پھیر نہیں دل ہارے

جے جاناں چھڈ جان سسی نوں اک پلک نہ جھمکاں
گرد ہوئی وچ گرد تھلاں دی وانگ جواہر دمکاں
جل وانگوں رل دین وکھالی تھل مارو دیاں چمکاں
ہاشم کون سسی بن ویکھے ایس عشق دیاں دمکاں

چمکی آن دوپہر سمے وہ گرمی گرم بہارے
ایسی تپتی لو آکاش سے پنچھی مار اتارے
آتش کا دریا کھڑا تھا تھل مارو کے کنارے
ہاشم مڑے نہ پیچھے اس کا ہر دم ہوت پکارے

نازک پیر ملوک سسی کے مہندی ساتھ سنگارے
ایک بار عاشق جو دیکھے تن من ان پر وارے
بالو ریت تپے اور تڑکے جوں جو بھونیں بھٹھیارے
ہاشم دیکھ یقین سسی کا پھر بھی دل نہیں ہارے

جانتی سوئی چھوڑ جائیں گے پلک نہ کبھی جھپکتی
تھل کی گردیں گرد ہوئی ہوں لعل سی ہیں دمکتی
تھل مارو کی موج موج پانی کی طرح ہے چمکتی
ہاشم کون سسی بن دیکھے عشق کی ضو دمکتی

تھل مارو تپ دوزخ ہویا آتش سوز ہجر دی
مُڑن محال وکھالن اوکھی صورت کیچ شہر دی
جب لگ تاہنگ راس نہیں جیوں یوسف تاہنگ مصری
ہاشم سخت بلوچ کمینے، بے انصاف بیدردی

اوڑک وقت قہر دیاں کوکاں سُن پتھر ڈھل جائے
جس اوس اُوٹھ پچھوں نوں کھڑیا مر دوزخ ول جائے
یا اس نیہوں لگے وچ برہوں وانگ سسی جل جائے
ہاشم موت پوے کرہا نوں تخم زمینوں جائے

سر دھر کھوج اُتے غش آیا موت سسی دی آئی
خوش رہو یار اساں تُدھ کارن تھل وچ جان گنوائی
گرمی ساڑ گئی دم اکسے تن تھیوں جان سدھائی
ہاشم کہہ لکھ لکھ شکرانے، عشق دلوں نہ آئی

ہجر کی آتش سوز میں تپ کر دوزخ ہے تھل مارو
پکھ شہر کا دیکھنا مشکل، مشکل مڑنا پیچھے کو
آس نہیں ٹوٹی جوں مصر کی آس رہی یوسف کو
ہاشم سخت بلوچ کمینے، بے انصاف ہوئے جو

آخر وقت پکاریں قہر کی، پانی پتھر ہو جائے
اونٹ جو لے گیا پنوں کو وہ دوزخ میں سڑ جائے
اس کے بھی کہیں نین لگیں سسی کی طرح جل جائے
کارواں والو، موت آئے تمہیں، نسل ہی سب مٹ جائے

سر دھڑ کھوج پہ غش آیا یوں موت سسی کی آئی
خوش رہ یار کہ تیری خاطر تھل میں جان گنوائی
گرمی پھونک گئی تن من کو، سانس سے ہوئی جدائی
ہاشم شکر ہے لاکھ کہ عشق کی رکھ لی میں نے خدائی

اُڈیا رُوح سسّی دے تن تھیں پھیر نہ پُوں وَل آیا
محمل مَست بے ہوش ہیتوں نوں سُفنے جا جگایا
لے ہُن یار اساں سنگ تیرے قول قرار نبھایا
ہاشم رہی سسّی وچ تھل دے میں رخصت لے آیا

سُن کے ہوت زمیں پر ڈگیا لگی کلیجے کانی
کھُلی گور پیا وچ قبرے ہوت علی دل جانی
خاطر عشق گئے رُل ماٹی اک تھئی خاک سمانی
ہاشم عشق بلوچ سسّی دا جگ رہیگ کہانی

رُوح سسّی کے تن سے نکلی طرف پنوں کے آئی
محمل مست بیہوش پنوں کو خواب میں چھب دکھلائی
یار ہمارے ہم سنگ تیرے ہم نے ریت نبھائی
ہاشم تھل میں سسّی رہ گئی میں رخصت لے آئی

سُن کے ہوت زمیں پہ گر گیا لگی کلیجے کانی
کھل گئی گور گیا وہ قبر میں ہوت علی دل جانی
عشق کی خاطر ماٹی ہو گئے اک جا خاک سمانی
ہاشم عشق بلوچ سسّی کا جگ جگ رہے کہانی

سوہنی مہینوال

تاں میں سُنی سُنائی حالت یاد دلے وچ کر کے
آکھی نال اوہناں جو ورتی شوق دلے وچ دھر کے
مشکل پہنچ اوہناں تک ناہیں وہم ندی وچ تر کے
ہاشم ملن محال شہیداں جو ملیا سو مر کے

تُلّا نام بُزرگ نمازی، آہا نیک ستارے
سی گجرات شہر وچ وَسدا، چندل ندی کنارے
استاکار کرے گلگوفی، کر تصویر اُتارے
ہاشم نیک زمانے اندر شاہجہاں دے وارے

آہا مرد سوداگر زادہ ذاتوں مغل بے چارا
دِلی تخت شہر توں ٹُریا تجیا بلخ بخارا
کابل، جھنگ سیالاں وچ وچ پھردا تخت ہزارا
ہاشم آن لتھا گجراتے چندل گھاٹ کنارا

سُنا سُنایا قصہ میں نے یاد آخر کو کر کے
ان سنگ جو بیتی وہ سُنائی دل میں شوق کو دھر کے
مشکل نہیں تھا پہنچنا ان تک وہم ندی میں تر کے
ملنا محال شہیدوں کا جو ملا، ملا سو مر کے

تُلا نام بندگی نمازی، اس کے نیک ستارے
بستا تھا گجرات شہر میں چندل ندی کنارے
گلگوں اس کا ہر اک نقش تھا یوں تصویر اتارے
ہاشم نیک زمانے اندر، شاہجہاں کے بارے

تھا وہ مرد سوداگر زادہ ذات کا مغل بے چارا
دِلّی، پایۂ تخت کو پہنچا چھوڑ کے بلخ بخارا
کابل، جھنگ سے ہوتا ہوتا گیا وہ تخت ہزارا
ہاشم آ اُترا گجرات میں چندل گھاٹ کنارا

اک دن خدمت گار پیالہ مُل خرید بزاروں
خاوند پاس گیا لے تحفہ دل دے شوق پیاروں
ویکھ حیران ہویا سوداگر باہر صفت شماروں
ہاشم خوب ہوئی استادی استاکار گھماروں

دل وچ شوق پیا اُٹھ ٹریا تھاں مکان نہ جانے
تُلا نام صحیح کر شہروں پُہتا اوس ٹکانے
سوہنی نظر پئی اس تھاوں مار نہار دھگانے
کھا کھا عشق طمانچہ ہاشم ٹریا دانگ نمانے

عاجز آن ہویا دکھیارا صبر آرام نہ آئے
دل نوں روگ لگا اُٹھ ڈاہڈا حکمت پیش نہ جاوے
چاکر نال رہیا گھمیاراں مہیں چار لیاوے
ہاشم شوق غرور نہ چھڈدا خاک ہویاں رہ آوے

اک دن خدمت گار پیالہ لے آیا یا تار سے
لے گیا آقا کے لئے تحفہ دل کے شوق اور پیار سے
دیکھ حیران ہوا سوداگر ہتھیں صفتیں باہر شمار سے
ہاشم فن نے رُوپ دکھایا کیسا کسی گھمار سے

دل میں شوق ہُوا، اُٹھ نکلا اتہ پتہ نہ جانے
ڈھونڈ ڈھونڈ کے آخر شہر میں پہنچا، تلا ٹھکانے
سوہنی دیکھی اس جا جیس نے مارے دل پہ نشانے
ہاشم کھا کھا عشق طمانچے آیا جیسے نمانے

عاجز آن ہوا دُکھیارا صبر آرام نہ آئے
دل کو روگ لگا کچھ ایسا، حکمت پیش نہ جائے
گھمیاروں کا نوکر ہو گیا بھینسیں پھرے چرائے
ہاشم عشق غرور نہ چھوڑے خاک میں جا ملائے

مہینوال مہیں دن چارے حال بُرے بن باسی
ڈانواں ڈول سوہنی وِچ گھر دے رہندی نِت اُداسی
اوکھی چال بنی دن دوہاں گھائل جان پیاسی
ہاشم رات پوے جس ویلے ویکھ دوہاں دُکھ جاسی

چرچا آن ہوئی سب تھائیں ہر اک بات چلاوے
جس تھاں بات کرن دو رل کے بات سوہنی ول آوے
کھُلی آن زبان جہانی چرچا روز سوائی
مہینوال سوہنی دا عاشق لگی کہن خُدائی

مہینوال نہ کیتا ہرگز حیلہ عذر بے چارے
ٹُریا صبر، ہجر، دُکھ، آہیں نال لئے کر چارے
ڈگیا جا شہید عشق دا ندیوں پار کنارے
ہاشم خضر دھیاوے ہر دم اپنا حال پکارے

دن کو چرائے بھینسیں مہینوال حال بُرے. بن باسی
ڈانواں ڈول پھرے گھر سوہنی لے سے چاروں اور اُداسی
دن دونوں پر بھاری دونوں گھائل، جان پیاسی
ہاشم جب رات آئے تب ہو اُن کی غم سے خلاصی

چرچا عام ہوا دونوں کا، ہر کوئی بات چلائے
جب دو فرد اکھٹے ہوں تو بات سوہنی کی آئے
کھُلی زبان آخر دُنیا کی، چرچا روز سوائی
مہینوال سوہنی کا عاشق کہنے لگی خدائی

مہینوال نے کیا نہ ہرگز حیلہ عذر بیچارے
لے کے چلا وہ ہجر کی دولت آہیں صبر کے چارے
عشق نے کیا شہید گرا جا ندی پار کنارے
ہاشم اپنے دُکھ سُکھ میں وہ خضر کو جا پکارے

گھائل حال خراب سوہنی دا صبر آرام نہ آوے
نہاون گھاٹ اُتے ہر حیلے نال سیاں رل جاوے
پاروں پار سجن دی کٹیا وانگ شمع دس آوے
ہاشم نال دلیل عشق دی روز سوہنی مل آوے

دُکھاں ویکھ سوہنی نوں پھڑیا ڈھونڈ تمام جہانوں
اچن چیت کمی لکھ آفت آن جُڑی اسمانوں
برسن مینہ گھڑی وچ گولی چھٹن تیر کمانوں
ہاشم شام گھٹاں وچ بجلی چمکی تیغ میانوں

سوہنی سمجھ ڈٹھا وچ دل نے خوب نہیں ہن ڈرناں
آفت موت نہ مڑدی ہرگز اوڑک جد کد مرناں
تارو انت ڈوبیندے آہے کچرک نیں وچ ترناں
ہاشم کار صدق دا ناہیں پیر پچھانہاں دھرناں

گھائل حال خراب سوہنی کا صبر آرام نہ آئے
گھاٹ پہ غسل کے حیلے سیاں کے سنگ آئے جائے
دریا پار سجن کی کٹیا، شمع نظر اُسے آئے
ہاشم اس انداز سے سوہنی روز اُسے مل آئے

دیکھ دُکھوں نے سوہنی گھیری ڈھونڈ کے کل جہان سے
دیکھتے دیکھتے لاکھوں آفتیں آتی گئیں اسمان سے
گولی گولی مینہ برسے جوں نکلیں تیر کمان سے
ہاشم شام کو بجلی چمکے جیسے نکلے تیغ میاں سے

سوہنی نے یہ جان لیا بے کار ہے اب تو ڈرنا
آفت موت نہ واپس جائے، آخر اک دن مرنا
آخر کو تیراک ہی ڈوبیں کب تک سیل میں ترنا
ہاشم صدق کی بات نہیں ہے پاؤں پیچھے دھرنا

ربا کوک پکار سوہنی دی ندیوں پار سنائیں
مہینوال اڈیگ میںوں اوس دی آس چکائیں
جت ول یار سوہنی دی میت تانگھ اتے کھڑکائیں
ہاشم خاک رہے نہیں تپدی، مویاں پھیر ملائیں

سوہنی مول نہ تردی تر کے، خوب تری ڈب مر کے
ہوئی شہید سسی جد مری آکھو ج اتے سر دھر کے
تاں مشہور ہویا پروانہ جب مویا ہٹھ کر کے
ہاشم کوئی نہ منزل پہنچا جان نوں ڈر ڈر کے

کٹیا چھوڑ سجن ول ٹریا گھیر دتا زندگانی
کر قربان سوہنی دے سر توں لذّت عیش جہانی
ڈردا دوڑ ہجر تھوں وڑیا دگدے وہن طوفانی
ہاشم صدق مویاں کھڑ میلے پھیر ملے دل جانی

ربّا کوک پکار سوہنی کی ندیوں پار سنانا
مہینوال میری راہ دیکھے گا اُس کی آس چکانا
جس جا میرا یار رہے میّت میری اُدھر لگانا
ہاشم سدا نہ خاک تپے یہ مرنے کے بعد ملانا

سوہنی ڈوب کے کیسی تیری امر ہوئی وہ مر کے
ہوئی شہید ستی سر اپنا ہوت کے کھوج پہ دھر کے
تب مشہور ہوا پروانہ جب راکھ ہوا ضد کر کے
ہاشم کب منزل پہ پہنچا جو رہ گیا موت سے ڈر کے

گٹیا چھوڑ سجن سے ملنے اسے بھیج رہی ندگانی
کی قربان سوہنی کی خاطر، لذّت عیش جہانی
ہجکے ڈر سے ڈوب گیا وہاں جس جا تھی طغیانی
ہاشم صدق کے صدقے مل گئے آخر کو دل جانی

HASHAM SHAH

Hasham Shah occupies a place of eminence among sufi poets. He was adept in Arabic, Persian and was also a physician. In fact he exemplified in himself the word *hakem* which in Arabic means as one who heals but educates. He is buried in Sialkot. His poetry contains not only mystic verses but in fact he coordinated a new system of sufi doctrine.

This book is one of a series produced for dissemination and Urdu rendering of Sufi poetry by Institute of Folk Heritage.